https://www.ashrafia.net

ماہنامہ

جون ۲۰۲۶ء

الاشرف

کراچی

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم اَوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
مزار مبارک

درسِ قرآن

درسِ حدیث

اعلیٰ اقدار اور قیادت کے اصول سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

راکبِ دوشِ مصطفیٰ، جگر گوشۂ مرتضیٰ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

سارے جہاں کی راجدھانی "مدینہ منورہ"

امیر المومنین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

محرم الحرام ۱۴۴۸ھ

جون ۲۰۲۶ء جلد نمبر ۴۸ شمارہ نمبر ۶

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی ۔ 74600

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
علامہ سید اظہار اشرف جیلانی
(ریسرچ اسکالر)
مولانا عرفان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
نعمان اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد ونعت	جناب نثار علی اُجاگر صاحب، جناب جگرؔ مرادآبادی صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	7
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	9
اعلیٰ اقدار اور قیادت کے اصول سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں...	صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی	11
راکبِ دوشِ مصطفیٰ، جگر گوشۂ مرتضیٰ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ	15
سارے جہاں کی راجدھانی ''مدینہ منورہ''	حضرت علامہ مفتی مظفر احمد بدایونی صاحب	19
امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ	حضرت علامہ محمد مسعود قادری مدظلہ العالی	22
خطباتِ فخر المشائخ مدظلہ العالی... ''نورانیت محمدی ﷺ''. (قسط:۲)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	24
سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ... (قسط: آخری)	ابوالحسین اشرفی	28
عرفانِ شریعت... ''فقہی سوالات کے جوابات''	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	32
محدثِ ٹھٹھہ حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن مجددی ٹھٹھوی علیہ الرحمہ	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	35
''علمائے اہلسنت کی یادیں''... حضرت علامہ سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ (قسط: آخری)	ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ اشرف جیلانی	39
تبصرہ ''اورادِ جلالیہ''	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	41
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	43

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

جناب نثار علی اُجاگرؔ صاحب

کہتی ہے یہ پھولوں کی ردا اللہ ھو اللہ
اشجار کے پتوں نے پڑھا اللہ ھو اللہ

بادل نے آسماں پہ لکھا اللہ ھو اللہ
پربت کی قطاروں کی ردا اللہ ھو اللہ

ہو سورۂ یٰسین کہ ہو سورۂ اخلاص
قرآن کے لفظوں کی صدا اللہ ھو اللہ

خوشبو، کرن، اُجالے، دھنک اور کہکشاں
ذاکر ہیں تیرے ارض و سماں اللہ ھو اللہ

کرتا ہے ثناء تیری برستا ہوا پانی
دریا بھی ہیں مصروفِ ثناء اللہ ھو اللہ

شبنم گری جو پھولوں پہ پڑھتی ہوئی ثناء
بلبل نے دیکھ کر یہ کہا اللہ ھو اللہ

جب نزع کے عالم میں ہو مولا یہ اُجاگرؔ
وردِ زباں ہو ذکر ترا اللہ ھو اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعتِ رسول

جناب جگرؔ مرادآبادی صاحب

اِک رند ہے مدحت سلطانِ مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمت سلطانِ مدینہ

تو صبحِ ازل آئینۂ حسنِ ازل بھی
اے صلِ علیٰ صورتِ سلطانِ مدینہ

اے خاک مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تُو خُلد ہے تُو جنت سلطانِ مدینہ

دامانِ نظر تنگ و فراوانی جلوہ
اے طلعت حق طلعت سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دولت ہے یہی دولت سلطانِ مدینہ

اے جانِ بلب آمدہ! ہوشیار، خبردار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطانِ مدینہ

کچھ ہم کو نہیں کام جگرؔ اور کسی سے
کافی ہے بس اِک نسبت سلطانِ مدینہ

https://www.ashrafia.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ گفتگو

اسلامی سال کا آغاز

ایڈیٹر

الحمدللہ! یکم محرم الحرام سے نیا اسلامی سال ۱۴۴۸ھ شروع ہو رہا ہے اس موقع پر ہم قارئین الاشرف اور تمام مسلمانانِ عالم کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور بارگاہِ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ اس نئے اسلامی سال کو اہلِ پاکستان کے لیے اور تمام عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے لیے امن و سلامتی کا سال بنائے جب اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو اس کی ابتداء محرم الحرام سے ہوتی ہے اس میں قربانی ہے نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول سردارِ نوجوانانِ جنت، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی۔

اور جب اسلامی سال ختم ہوتا ہے تو ذی الحجہ کے مہینے پر اس کا اختتام ہوتا ہے اس میں قربانی ہے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی یعنی جب اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو قربانی کا پیغام لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو قربانی کا پیغام دیتا ہوا جاتا ہے۔ اس کے اول میں بھی قربانی ہے اور آخر میں بھی قربانی ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر وقت قربانی کے لیے تیار رہیں۔ قربانی کا مفہوم صرف یہی نہیں کہ آپ کوئی جانور اللہ کی راہ میں ذبح کر دیں، کوئی جانور خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی راہ میں ذبح کرنا بلاشبہ قربانی ہے اور اجر و ثواب کا موجب ہے لیکن قربانی کا مفہوم بہت وسیع ہے جان کی قربانی مال کی قربانی اولاد کی قربانی، وقت کی قربانی، خواہشات کی قربانی اب آیئے ذرا غور کریں کہ قربانی ہے کیا؟ قرآنِ کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو حکم دے رہا ہے۔

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر)

قربانی کا حکم صرف حضور اکرم ﷺ کو ہی نہیں دیا گیا بلکہ انبیاءِ سابقین علیہم السلام کو بھی اس کا حکم دیا گیا اور سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادوں ہابیل و قابیل کے مابین جو معاملہ ہوا اس کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ دونوں قربانی کریں، جس کی قربانی کو آگ کھا لے گی اس کی قربانی قبول کر لی جائے گی اور جس کی قربانی پڑی رہ جائے گی

https://www.ashrafia.net

وہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اس واقعہ کو قرآنِ کریم میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

ترجمہ: اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کردوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے، جسے ڈر ہے۔

(پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۲۷)

اس سے یہ پتا چلا کہ قربانی کا حکم نیا نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے تین دنوں میں قربانی کا حکم دیا جو مسلمان آج تک کرتے چلے آرہے ہیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہر سال دو مینڈھے قربان کیا کرتے تھے، ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے۔ آج لبرل قسم کے لوگ قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کوئی کہتا ہے پیسے کا ضیاع ہے کوئی کہتا ہے جانوروں پر ظلم ہے اور اسی قسم کے بے معنی اعتراضات کیے جاتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اور حکم ہر چیز پر مقدم ہے۔ لہٰذا اب ہم نہ کسی اعتراض کو دیکھیں گے اور نہ کسی شخصیت کو بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے حکم سے قربانی کرتے رہیں گے۔

مال کی قربانی:

دوسری قربانی ہے مال کی یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا، لوگ اپنے پیسے کو بچا بچا کر رکھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اگر ہم نے ایک پیسہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیا تو معاذ اللہ ہمارے پیسے میں کمی ہوجائے گی۔ وہ نہ کسی کی مدد کرتے ہیں نہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں اور بعض تو اتنے کنجوس ہوتے ہیں کہ اپنے اوپر بھی خرچ کرتے ہوئے سوچتے ہیں۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ انسان کی بھول ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور مال کم ہوجائے۔ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ مال اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اس کا حقیقی مالک اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اس نے اپنا مال ہمیں دیا اور کہا کہ اسے میری راہ میں خرچ کرو۔ جب ہم نے اس کا عطا کیا ہوا مال اسی کے حکم سے اسی کی راہ میں خرچ کیا تو اس نے ستر گناہ بڑھا کر ہمیں لوٹا دیا، بلکہ قرآن کریم میں یہاں تک موجود ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اُگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (پارہ: ۳، سورہ بقرہ، آیت: ۲۶۱)

جو لوگ نیک کاموں میں مال خرچ کرتے ہیں یعنی مال کی قربانی

https://www.ashrafia.net

دیتے ہیں تو ان کے مال میں کبھی بھی کمی نہیں ہوتی بلکہ جتنا خرچ کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے دُگنا انہیں عطا کر دیتا ہے

اولاد کی قربانی:

اولاد کی قربانی یہ ہے کہ اگر کبھی جہاد ہو تو خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی اس میں شریک کریں یعنی اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہاد کے لیے پیش کر دیں لیکن کیونکہ آج کل ایسی صورتِ حال نہیں ہے اس لیے اپنی اولاد کی تربیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کریں اور انہیں قرآن وحدیث کی تعلیمات کے زیور سے آراستہ کریں تاکہ وہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے کام کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی دین پر عمل کریں اور اپنی اولاد کو بھی اسلامی احکامات پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ ایسا کرنے سے دین کی اشاعت ہوگی اور انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوگا۔ اگر آج آپ نے اپنی اولاد کو اسلام کا سپاہی بنا دیا اور دین کی تعلیم سے آراستہ کر دیا تو وہ مرتے دم تک دینِ اسلام پر قائم رہے گا اور جب تک وہ نیک اعمال کرتا رہے گا اس کا ثواب آپ کو ملتا رہے گا۔

وقت کی قربانی:

وقت کی قربانی یہ ہے کہ اپنی زندگی کے اوقات میں اسلامی احکامات پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ واشاعت کرنے کے لیے وقت نکالیں۔ آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ صرف کاروبار یا نوکری ہی اُن کا مقصد ہے یعنی ان کے ذریعے پیسہ کمانا اور اس کے لیے چوبیس گھنٹے مصروف رہنا۔ ذرا سا غور کریں کہ ہم نے ان چوبیس گھنٹوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے کتنا وقت رکھا۔ ہماری کیفیت تو یہ ہے کہ جو نمازوں کا وقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے رکھا ہے اس میں بھی پوری طرح حاضری نہیں دیتے حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ پانچ نمازوں کے اوقات کے علاوہ آپ دین کے لیے وقت نکالیں، دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے یا جو دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی مدد کے لیے یا جو دینی علوم پڑھا رہے ہیں ان کی مدد کرنے کے لیے اور جو ادارے دین کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہیں ان کی مدد کے لیے وقت نکالیں اگر آپ ایسے کاموں کے لیے وقت نکالیں گے تو یہ وقت کی قربانی ہے یعنی اپنے کام ترک کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقت نکالیں اور خلوص نیت کے ساتھ کام کریں ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ وقت میں برکت دیتا ہے اور انسان کم وقت میں زیادہ کام کر لیتا ہے جیسا کہ ہمارے اسلاف نے کیا لیکن ہمارا حال تو یہ کہ ہم اپنا زیادہ وقت کھیل تماشوں اور فضول کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو دینی کاموں میں مصروف ومشغول رکھیں تاکہ عند اللہ ماجور ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو قربانی کے مفہوم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمۃ

پارہ نمبر۷، سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۱۰۱ تا ۱۰۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡ اَشۡيَآءَ اِنۡ تُبۡدَ لَـكُمۡ تَسُؤۡكُمۡ ۚ وَاِنۡ تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡهَا حِيۡنَ يُنَزَّلُ الۡقُرۡاٰنُ تُبۡدَ لَـكُمۡ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدۡ سَاَلَهَا قَوۡمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ثُمَّ اَصۡبَحُوۡا بِهَا كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ:

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے، تم سے اگلی ایک قوم نے انہیں پوچھا پھر ان سے منکر ہو بیٹھے۔

شانِ نزول:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡـَٔلُوۡا .... وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ

بعض منافقین دل لگی اور مذاق کے طور پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر ضروری باتیں پوچھا کرتے تھے اور بے فائدہ سوال کرتے تھے۔ کوئی کہتا کہ: میرا باپ کون ہے؟ کوئی کہتا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری اُونٹنی کہاں ہے؟ یہ طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پر گراں گزرا۔ ایک دن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر تشریف لائے اور فرمایا کہ: ''آج جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو ہم ہر ایک کی بات کا پورا پورا جواب دیں گے''۔

ایک شخص عبد اللہ کھڑا ہوا، عرض کرنے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے تُو اپنے باپ سے ہے۔

دوسرے نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: شیبہ کا آزاد کردہ غلام سالم یعنی تُو حرامی ہے۔

ایک شخص نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا انجام کیا ہے؟ فرمایا: جہنم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی:

رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِینًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ۔

''ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں اور دین اسلام سے خوش ہیں

https://www.ashrafia.net

اور نبوتِ محمد ﷺ پر تبع ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تمام فتنوں سے''۔ (بخاری شریف: ج:۱، باب الغضب فی التعلیم)

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جانِ کونین ﷺ نے ہمیں خطبہ میں فرمایا: ''اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا تو تم حج کیا کرو' ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انہوں نے تین بار یہی سوال کیا حضور جانِ عالم ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی انہوں نے چوتھی بار عرض کیا تو حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ہم ہاں! کہہ دیتے تو حج ہر سال ہی فرض ہو جاتا اور تم میں اس کی استطاعت نہ ہوتی''۔

پہلی قومیں کثرتِ سوال کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے احکام کے خلاف عمل کرنے سے ان کی تباہی ہوئی جب ہم تو کو کسی کا حکم دیں تو جس قدر تم میں طاقت ہو کر لیا کرو اور جب ہم منع کریں تو اُسے چھوڑ دو۔ (روح المعانی)

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اس کا مادہ سَل ہے اس کے معنی مانگنا ہے پوچھنا ہے۔

اَشْيَآءَ جمع شے کی ہے یعنی اے ایمان والو! تم ہمارے محبوب! سے ایسی چیزوں کے متعلق نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ بتادی جائیں تو تم کو غمگین کریں یا تم کو مشقت میں ڈال دیں۔

اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ آیاتِ قرآنیہ کے نزول کا زمانہ ہے، تم ایسی سوالات کرو کہ تم مصیبت یا مشقت میں گرفتار نہ ہو جاؤ، آخر میں فرمایا گیا: عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا۔ عفو بمعنی معافی۔ اس سے قصور جرم مٹ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اُن چیزوں کو معاف فرما دیا جن کی ممانعت نہیں ہے وہ مباح کر دیں۔

اسی بناء پر اربابِ اصول نے اصل اشیاء میں اباحت مانی اور مسکوت عنہ کو مباح قرار دیا۔ مامورعنہ کی تعمیل اور امر لازم قرار دی۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت ﷺ سے آج تک ہزار ہا اشیاء پوشیدنی اور ماکولات میں ہیں، ان سب کے متعلق ہمارے پاس ماخذ حکم آیہ کریمہ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا موجود ہے، جس کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ چائے، چائنکین، چمچے، شیشہ کے گلاس انواع واقسام کے پارچات، موٹر کار، سائیکل، ایرو پلین (جہاز) اور کیا کیا ایجادات ہیں۔ اس وقت تک سب مباح ہیں جب تک ہمیں شرعی حکم نہ ملے۔ ریشم چونکہ مردوں پر حرام ہے اس لیے اس کے ملبوسات مردوں پر حرام لیکن ریشم جیسی چمکیلی، خوشنما رنگین ہزار ہا قسم کی چیزیں جو آرہی ہیں۔ جب تک وہ ریشم ثابت نہ ہوں ہمارے لیے مباح ہیں۔ سرخ رنگ مردوں کے لیے منع فرمایا حتیٰ کہ ایک صحابی کا سرخ قمیض دیکھ کر زِيُّ اَهْلِ النَّارِ ''جہنمیوں کا لباس'' فرما کر اظہار منافرت کیا۔ لہٰذا وہ مردوں پر ممنوع اور عورتوں کے لیے مباح ہو گیا............ (بقیہ صفحہ نمبر: ۱۰)

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

الفصل الثانی

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ.

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ)

وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ. (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ أَسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

دوسری فصل

ترجمہ:

روایت ہے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''جو جمعہ کے دن وضو کرے تو خیر اور اچھا کیا اور جو نہائے تو نہانا بہت اچھا ہے'' (۱)

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''جو میت کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے (۲) (ابن ماجہ)

احمد وترمذی نے یہ بھی زیادہ کیا کہ: ''جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے'' (۳)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں سے غسل کرتے تھے۔ جنابت (ناپاکی) سے، جمعہ کے دن اور سنگھی (حجامہ) لگوانے سے اور میت کو نہلانے سے (۴)

(ابوداؤد)

روایت ہے قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے (۵) کہ وہ مسلمان ہوئے تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ: ''پانی اور بیری سے غسل کریں'' (۶) (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

شرح:

(۱) یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے کہ غسل جمعہ فرض یا واجب نہیں سنت ہے۔ اس کی تائید مسلم شریف کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ فرمایا: حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''جو جمعہ کے

https://www.ashrafia.net

دن غسل کر کے نماز کے لیے آئے، مجھ سے قریب بیٹھے، خاموشی سے خطبہ سنے تو اُس کے دس دن کے گناہ معاف ہو جائیں گے"

(۲) عام علماء کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے۔ میت کو نہلا کر غسل کر لینا بہتر ہے کیونکہ میت کے غسالہ کے چھینٹے جسم پر پڑنے کا احتمال ہے۔ جامع اصول میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد غسل دیا پھر صحابہ سے بولیں کہ: "میں روزے دار ہوں اور ٹھنڈک بہت ہے، کیا مجھے غسل کرنا ضروری ہے؟" سب نے کہا: "نہیں" (۳) اٹھانے کی وجہ سے نہیں بلکہ نماز جنازہ کے لیے کہ میت کے جنازہ گاہ میں پہنچتے ہی نماز جنازہ میں شرکت کر سکے۔

(۴) یہاں غسل سے مراد غسل کا حکم دینا ہے، یعنی ان چاروں موقعوں پر غسل کا حکم دیتے تھے، کیونکہ حضور سید عالم ﷺ نے کبھی کسی میت کو غسل نہیں دیا، جیسے حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ماعز کو رجم کیا یعنی رجم کا حکم دیا (مرقاۃ وغیرہ) مگر ان حکموں میں غسل جنابت کا حکم وجوبی ہے اور باقی احکام سنت کے، چونکہ سنگھی کچھنے (حجامہ) میں خون کی چھینٹیں جسم پر پڑ جاتی ہیں اور خون نکلنے سے گرمی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا اس کے بعد غسل کر لینا بہتر ہے۔

صحابی کا تعارف:

(۵) آپ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، تمیم کے وفد میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ۹ھ میں ایمان لائے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "یہ دبر والوں یا بادیہ نشینوں کے سردار ہیں، بہت حکیم، عاقل و عابد تھے، بصرہ میں قیام رہا" (۶) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام لاتے وقت کلمہ پڑھنے سے پہلے غسل کرنا بہتر ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اگر کافر زمانۂ کفر میں جنبی ہوا پھر اسلام لایا تو اس پر جنابت کی وجہ سے غسل فرض ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو سر منڈانے کا حکم بھی دیا تھا اسی لیے اسلام لاتے وقت سر منڈانا بھی سنت ہے۔

..........*

"درسِ قرآن"

چاندی، سونے کے برتن، چمچہ وغیرہ استعمال کرنا یوں ممنوع ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کا استعمال منع فرمایا۔ اس کے علاوہ چینی، گلٹ، قلعی دار چمچہ پھول دار اشیاء، رنگین پلیٹیں سب مباح ہوئیں۔ اب آگے ارشاد ہے:

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

لہٰذا تم کثرتِ سوال سے انبیاء کرام کی مخالفت اپنے سر لے کر منکرِ حق کہ کافر نہ ہو، چنانچہ اصول میں ہے:

المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید تجری علی تقییدہ

حکم مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر ہوتا ہے اور مقید حکم اس تقیید کے ساتھ ہوتا ہے۔

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

"اعلیٰ اقدار اور قیادت کے اصول"

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں...

(قسط:۱)

◄صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی►

قیادت کسی بھی قوم یا معاشرے کی ترقی، استحکام اور بلندی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ دنیا کی ہزاروں سال کی تاریخ میں بے شمار رہنما اور قائدین گزرے ہیں، مختلف نظاموں میں قیادت کے بے شمار ماڈلز موجود ہیں۔ جن میں جمہوری، آمریت کاروباری فوجی، مذہبی اور روحانی قیادت کے اصول شامل ہیں جدید دور میں قیادت کو مؤثر بنانے کے لیے مختلف تھیوریز اور طریقہ کار اپنائے جا رہے ہیں لیکن حقیقت میں کامیاب قیادت وہی ہوتی ہے جو انصاف، ایمانداری، اخلاص اور خدمت کے اصولوں پر مبنی ہو۔ نبی کریم ﷺ کی قیادت ایک مثالی اور کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ایک بکھری ہوئی قوم کو متحد کیا بلکہ بھٹکے ہوؤں کو بتوں کی پرستش سے دور کر کے ایک خدا وحدہ لاشریک کی عبادت و فرمانبرداری پر لگایا۔ آپ ﷺ نے زمانہ کو ایک ایسا نظام متعارف کروایا جو عدل، مساوات اور دیانتداری پر مبنی تھا۔

رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ قیادت کا ایک کامل اور عملی نمونہ ہے، جس میں اخلاقی اقدار، رحم دلی، مشاورت، عزم اور مساوات جیسے بہترین اصول شامل ہیں۔ جدید دور میں سیاسی سماجی اور تنظیمی قیادت میں مختلف بحران دیکھنے میں آ رہے ہیں جن میں کرپشن، خودغرضی، طاقت کا غلط استعمال اور عوام کا استحصال شامل ہیں یاد رہے کہ قیادت کے روشن اصولوں سے روگردانی صرف بڑے نظاموں میں ہی نہیں بلکہ چھوٹے نظام یعنی گھریلو زندگی میں بھی شدید متاثر نظر آتی ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کا مقصد یہ جاننا ہے کہ دورِ حاضر میں درپیش قیادت کے چیلنجز کو سیرت النبی ﷺ کے اصولوں کی روشنی میں کیسے حل کیا جا سکتا ہے۔

اعلیٰ اقدار اور قیادت کے اصولوں کو سمجھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کا نظریاتی اور اسلامی پس منظر کیا ہے اور جب قیادت کی بات ہو تو ہمارے ذہن میں کس قسم کی قیادت کا مفہوم ظاہر ہونا چاہیے۔ یہاں ہم لغوی اور اصلاحی معنی بیان کرتے ہوئے قیادت کے مفہوم کو واضح کریں گے۔

قیادت کی لغوی تعریف اور مفہوم:

عربی لغات میں لفظ قیادت کی تحقیق کرتے ہوئے "التاج العروس"

https://www.ashrafia.net

میں علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

(القود نقیض السّوق) یقود الدابة من امامها و یسوقها من خلفها .القود من امام و ذاك أى السوق (من خلف كالقیادة)

ترجمہ: قود، سوق کی ضد ہے، جانور کو آگے سے لے کر چلنا اور اس کو پیچھے سے ہانکنا۔ یعنی قود کے معنی آگے رہنا اور سوق پیچھے سے جیسے قیادت۔

''ابن منظور لسان العرب'' میں لفظ ''قود'' کے معانی لکھتے ہیں:

القود نقیض السوق یقود الدابة مِنۡ أمامها ویسوقها من خلفها فالقود مِنۡ أمام والسوق مِنۡ خَلۡف.

''قود'' سوق کی ضد ہے، جانور کو آگے سے لے جانے کو قود کہتے ہیں اور پیچھے سے ہانکنے کو ''سوق'' کہتے ہیں۔

اور اسی طرح ''لسان العرب'' میں قائد کی تعریف یوں بھی بیان کی گئی ہے کہ:

والقیادة مصدر القائد وكل شیء من جبل أو مسناة كان مستطیلاً على وجه الأرض فهو قائد.

''قیادت'' قائد کا مصدر ہے۔ ہر شے جو زمین پر پھیلی ہوئی ہو یا پہاڑ یا کسی بھی چیز کی اونچائی کو ''قائد'' کہتے ہیں۔

اردو لغت میں یہ لفظ ''رہبری اور رہنمائی'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ انگریزی زبان میں قیادت کے لیے لفظ لیڈر شپ (Leadership) استعمال ہوتا ہے۔ اگر ہم قرآن مجید فرقان حمید میں دیکھیں تو قیادت کے مفہوم کو بیان کرنے کے لیے ہمیں ''سید اور امام'' کا لفظ مستعمل نظر آتا ہے جیسے کہ:

وَقَالُوا رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا

ترجمہ: ''اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے تو انہوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا''۔ (پارہ:۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت:۶۷)

اس آیت میں سادۃ لفظ ''سید'' کی جمع ہے۔ اگر لفظ ''سید'' پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ''سید'' کا معنی شریف ہونا، بزرگ ہونا، قوم کا سردار ہونا، شان و شرف میں کسی پر غالب ہونا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید بڑی جماعت کے سردار کو بھی کہتے ہیں، چونکہ سردار کا مہذب ہونا لازمی ہوتا ہے اس لیے ہر شریف النفس آدمی کو بھی ''سید'' کہہ سکتے ہیں اور اسی مناسبت سے کسی بھی قوم کے بڑے کو ''سید'' کہا جاتا ہے اور اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں امام کا لفظ یوں استعمال ہوا ہے کہ:

يَوۡمَ نَدۡعُوا كُلَّ أُنَاسٍۭ بِإِمَامِهِمۡ

ترجمہ: ''جس دن ہم لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے''۔ (پارہ:۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۷۱)

اس آیت میں لفظ ''امام'' استعمال ہوا ہے اور یہاں امام سے مراد وہ شخص ہے جس کی پیروی کی گئی ہو۔ عمومی طور پر امام سے مراد وہ شخص ہے جس کی اقتداء کی جائے، چاہے کوئی دو انسان ہوں یا کسی شخص کے قول و فعل کی اقتداء کی جائے یا کتاب وغیرہ ہو اور خواہ وہ شخص جس کی پیروی کی جائے وہ حق پر ہو یا باطل پر ہو اس کی جمع ائمہ (افعلہ کے وزن پر) ہے۔

اور احادیث مبارکہ میں اس معنی کے اظہار کے لیے ان دو الفاظ

https://www.ashrafia.net

کے ساتھ ساتھ "قائد اور راع" کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں الغرض یہ کہ قیادت کا مفہوم ہر زبان میں پایا جاتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ قران مجید میں مختلف الفاظ کے ساتھ اس مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ ملکہ جو افراد کو طے شدہ مقاصد پر چلنے کے لیے مجبور کر دے اس صلاحیت کو قیادت کہا جاتا ہے۔

دنیاوی اور اسلامی قیادت میں فرق:

قیادت کا دنیاوی اور عمومی نقطہ نظر:

(The Worldly and General Perspective of leadership)

قیادت (Leadership) ایک ایسا تصور ہے جس کے ذریعے کسی بھی قوم، ادارے یا تنظیم کو کامیابی کی راہ پر گامزن کیا جاتا ہے دنیا بھر میں قیادت کے مختلف نظریات موجود ہیں جو انسانی فطرت، تجربات اور تحقیقی مطالعات پر مبنی ہیں اس کی وضاحت کے لیے قیادت کے چند معروف نظریات درج ذیل ہیں۔

ٹرانسفارمیشنل لیڈر شپ:

(Transformational Leadership)

اس نظریہ کے مطابق ایک اچھا قائد وہ ہوتا ہے جو لوگوں میں مثبت تبدیلی لائے، ان کی فکری اور عملی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرے اور انہیں ایک بڑے اجتماعی مقصد کے لیے متحد کرے اس قیادت کے حامل قائدین اپنے وژن اور مشن سے لوگوں کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جن میں سب سے اوّل ہمارے آقا جان کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ جنہوں نے اسلامی ریاست کی تشکیل فرمائی اور ساری دنیا نے معاشرتی اصلاح کا طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھا۔ اگر ماضی قریب کی بات کی جائے تو جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد کرنے والے قائد نیلسن منڈیلا کا شمار بھی ٹرانسفارمیشن لیڈر شپ میں ہوتا ہے۔

سرونٹ لیڈر شپ:(Servant Leadership)

اس نظریہ میں قیادت کو خدمت سمجھا جاتا ہے، یعنی ایک اچھا لیڈر وہ ہے جو اپنی قوم یا ٹیم کے فائدے کے لیے خود کو وقف کرے اس نظریہ قیادت کے حاملین اپنی قوم کی خدمت کو قیادت کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال اسوۂ حسنہ کے مالک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے بعد خلفائے راشدین بھی اسی نظریہ پر تھے۔ ماضی قریب میں قائداعظم محمد علی جناح بھی اسی قیادت کی مثال ہیں۔

آمریت پسند قیادت:(Authoritarian Leadership)

اس نظریہ کے مطابق لیڈر کو مکمل کنٹرول حاصل ہوتا ہے اور وہ اپنے فیصلے دوسروں پر مسلط کرتا ہے۔ یہ قائدین سخت کنٹرول رکھتے ہیں اور فیصلہ سازی میں اکیلے ہوتے ہیں جیسے کہ جرمنی کا سربراہ ہٹلر اور سوویت یونین میں کمیونسٹ آمریت کا حامی جوزف اسٹالن ،چین میں کمیونسٹ انقلاب کے رہنما ماوزے تنگ ہیں اگر ابھی دیکھا جائے تو شمالی کوریا کے موجودہ صدر کیم جونگ ان بھی آمریت پسند ہیں۔

https://www.ashrafia.net

جمہوری قیادت: (Democratic Leadership)

اس نظریہ میں لیڈر ٹیم کے ساتھ مشورہ کرتا ہے اور ان کی رائے کو اہمیت دیتا ہے۔ اس قسم سے تعلق رکھنے والے قائدین عوامی مشاورت اور شراکت داری کو اہمیت دیتے ہیں۔ عموماً وہ قائدین کو موجودہ جمہوری نظام میں کامیابی کے لیے تگ ودو کرتے ہیں۔

یہ تمام نظریات مختلف تجربات اور فکری بنیادوں پر قائم کیے گئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر قیادت کے صرف ایک یا چند پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ جدید قیادت کے بارے میں مطالعہ کرنے کے لیے پاؤلو کوئلہو کی کتاب ''دی الکیمسٹ'' (The Alchemist) ایلف شفق (Elif Shafak) کی کتاب فورٹی رولز آف لو (The Forty Rules of Love) جم کولنز (Jim Collins) کی کتاب دی لیڈر شپ چیلنج اور سائمن سینک (Simon Sinek) کی کتاب سٹارٹ وِد وائے (Start with Why) وغیرہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

قیادت کا اسلامی نقطہ نظر:

(Islamic Perspective of Leadership)

قرآن پاک میں قیادت کی اہمیت واضح طور سے بیان کی گئی ہے اور مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا بار بار حکم دیا گیا ہے کیونکہ قیادت عظمیٰ اور حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ رب ذوالجلال کے لیے ہی ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ وہ اسوۂ حسنہ کے مالک اور پوری کائنات کے لیے عظیم قائد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اسے نہ پھرو''۔ (پارہ:۹،سورۃ الانفال،آیت:۲۰)

پھر اللہ رب ذوالجلال اور نبی مکرم ﷺ کے بعد وہ لوگ جو ہم میں قائد ہیں ان کی اطاعت و پیروی کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے حکومت والے ہیں''۔

(پارہ:۵،سورۃ النسآء،آیت:۵۹)

اس آیت میں اولی الامر سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے شعبے میں قائد کی حیثیت رکھتے ہوں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں قیادت کا معیار کیا ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے کون قائد ہوسکتا ہے؟ تو اس کا جواب ویسے تو ہم سیرت النبی ﷺ میں قیادت کے اصول کے تحت تفصیل سے بیان کریں گے مگر یہاں اسلام کے پہلے قائد جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے ماخوذ اصولوں کی فہرست پیش کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ (بقیہ صفحہ نمبر: ۲۷)

راکبِ دوشِ مصطفیٰ ، جگر گوشۂ مرتضیٰ ، دلبندِ زہراء

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

جب سے یہ کائنات وجود میں آئی ہے اُس وقت سے آج تک حق اور باطل کا معرکہ ہو رہا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا ہر دور میں شیطانی قوتیں مجتمع ہو کر آئیں اور حق کا راستہ روکنے کی کوشش کی لیکن خدا کے وہ نیک اور برگزیدہ بندے جن کی زندگی کا نصب العین ہی حق کو پھیلانا اور باطل کو مٹانا تھا ان باطل قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا۔ اپنے مال کی قربانی، اپنی اولاد کی قربانی اور جب وقت پڑا تو دین حق کی خاطر اپنی جان کی بھی قربانی پیش کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ دین حق مٹنے کے لیے نہیں آیا بلکہ باطل کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ اس دین پر جب بھی شیطانی قوتوں نے حملہ کیا اور اس کو ختم کرنے کی کوشش کی تو اس کے ماننے والوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس کی حقانیت کو ثابت کیا۔ جب سے دنیا وجود میں آئی اس وقت سے آج تک بہت سے معرکے ہوئے اور تاریخ نے ان کو اپنے اندر محفوظ کر لیا لیکن ان سب معرکوں میں ایک ایسا معرکہ ہوا جو اپنی نوعیت کا واحد معرکہ تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس معرکہ کی کمان شہزادۂ رسول جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے اور وہ عظیم معرکہ میدان کربلا میں ہوا۔ اس کی انفرادیت اس وجہ سے بھی تھی کہ اس معرکہ کے وقوع پذیر ہونے کی خبر خود مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے دے دی تھی۔

حضرت اُم الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حسین کو لے کر حاضر ہوئی تو میں نے ان کو آپ کی گود میں بٹھا دیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ عنقریب میری اُمت اس بیٹے کو قتل کر دے گی اور انہوں نے مجھے اس زمین کی تھوڑی سی سرخ مٹی دی ہے۔

(خصائص الکبریٰ، ص:۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم تھا اور اس کی خبر آپ ﷺ نے اس وقت دے دی تھی جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بہت کمسن تھے۔

https://www.ashrafia.net

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب کشف المحجوب میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بچپن کا ایک واقعہ بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ایک روز میں دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی پشت مبارکہ پر سوار کر رکھا ہے اور آپ ﷺ گھٹنوں کے بل تشریف لے جا رہے ہیں۔ جب میں نے یہ شان دیکھی تو عرض کیا: اے ابوعبداللہ! آپ نے سواری تو بڑی اچھی پائی ہے تو رسولِ محتشم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! سوار بھی تو بہت اچھا ہے

یہ واقعہ درج کرنے کے بعد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: اس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات سے قرب اور سرکار ﷺ کی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے محبت بخوبی نمایاں ہے اور اہلِ نظر سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ حضور ﷺ کا جو قرب اور محبت ان دونوں شہزادوں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو میسر تھا وہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بے شک حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (مشکوۃ)

اور ظاہر ہے پھل اور پھول میں جمال و کمال حقیقت میں اصل کا ہوتا ہے تو ان دونوں پھولوں کو اصل سے جمال کا فیض بھی ملا اور کمال کا فیض بھی ملا چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حسن سینے سے لے کر سر تک حضور ﷺ کے مشابہ اور حسین سینے سے لے کر قدم تک آپ ﷺ کے مشابہ تھے (ترمذی)

اسی روایت کو امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اشعار کی صورت میں اس طرح پیش کیا۔

ایک سینے تک مشابہ اِک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا
صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ تَو اَم میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح یہ دونوں شہزادے مظہر جمال مصطفیٰ ﷺ تھے، اسی طرح مظہر کمالِ مصطفیٰ ﷺ بھی تھے یعنی جس طرح ان دونوں میں جمالِ مصطفیٰ تقسیم ہوا اسی طرح کمالِ مصطفیٰ بھی تقسیم ہوا۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس نے مجھے محبوب رکھا اور ان دونوں یعنی حسن اور حسین کو محبوب رکھا اور ان کے ماں باپ کو محبوب رکھا کل قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا (ترمذی)

سبحان اللہ! کتنی بڑی بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو اہل بیت اطہار سے محبت رکھتے ہیں۔

حضور نبی آخر الزماں ﷺ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں شہزادوں کے لیے دعا فرمائی: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا

https://www.ashrafia.net

ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

امام ترمذی نے اپنی کتاب میں ایک روایت درج کی ہے کہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں کسی ضرورت کے لیے رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کوئی چیز چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لائے جب میں اپنی بات پوری کر چکا تو میں نے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ ﷺ! آپ چادر میں کیا چھپائے ہوئے ہیں؟ آپ نے چادر ہٹائی تو اس کے نیچے سے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ظاہر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور ان دونوں سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت رکھ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا (ابن ماجہ، ص: ۱۴، المستدرک حاکم، ۱۶۶/۳)

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں اللہ سے محبت رکھو کیونکہ وہ تمہارا رب ہے تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے اور مجھے محبوب رکھو اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت کو محبوب رکھو میری محبت کی وجہ سے (ترمذی و مشکوۃ، ص ۵۷۳)

ایک دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو باہر رہا وہ غرق ہوا۔

ان تمام مندرجہ بالا احادیث اور روایات سے ثابت ہوا کہ اہل بیت اطہار کی محبت ہر مومن مسلمان پر واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اپنے ان دونوں شہزادوں سے کتنی محبت تھی کہ آپ نے ان کی محبت کو اپنی محبت اور ان کی عداوت کو اپنی عداوت قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت اطہار سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ان کا ادب و احترام کرتے تھے آج بعض لوگ یہ شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت میں اختلاف تھا حالانکہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے اہل بیت اور صحابہ کرام میں بے حد محبت تھی۔ خصوصاً خلفائے راشدین تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے یہاں ہم چند مستند روایات پیش کرتے ہیں کہ جس سے اندازہ ہوگا کہ ان مقدس شخصیات میں کتنی محبت و مودت تھی۔

حضرات حسنین کریمین اور خلفائے راشدین:

خلیفہ اوّل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھ کو حضور ﷺ کے اقرباء اپنے اقرباء سے زیادہ محبوب تر ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شہر مدائن فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی شریف کے فرش پر چادر بچھا کر اس پر

https://www.ashrafia.net

مالِ غنیمت جمع کیا۔ سب سے پہلے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: اے امیر المؤمنین! ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے ہمیں عطا کریں آپ نے فرمایا: بالبرکۃ والکرمۃ اور ایک ہزار درہم نذر کیے ان کے جانے کے فوراً بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان کو بھی ہزار درہم دیئے۔ پھر ان کے جانے کے فوراً بعد آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو پانچ سو درہم دیئے۔ حضرت عبداللہ نے کہا: یا امیر المؤمنین! میں حضور ﷺ کے عہد مبارک میں جوان تھا اور آپ کے حضور جہاد کرتا تھا اور حسنین کریمین اس وقت بچے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم اور مجھے پانچ سو درہم دیئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا! پہلے وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کرلو جو حسنین کریمین کو حاصل ہے پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا ان کے باپ علی المرتضیٰ، ماں فاطمۃ الزہرہ نانا رسولِ خدا ﷺ، نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی اُم ہانی ماموں ابراہیم بن رسول یہ سن کر حضرت عبداللہ خاموش ہو گئے اس واقعہ کی خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے حضرت عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔ ان کے اس فرمان کی خبر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ آپ باہر تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے علی! میں نے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ کو چراغِ اہلِ جنت فرمایا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ہاں! میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی! یہ حدیث آپ اپنے ہاتھوں سے لکھ کر مجھے دیجئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دستِ مبارک سے بسم اللہ کے بعد یہ وہ بات ہے جس کے ضامن ہوئے علی ابن ابی طالب واسطے عمر بن خطاب کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے جبرئیل نے ان سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لکھا ہوا فرمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل وتکفین یہ کاغذ میرے کفن میں رکھ دینا۔ جب آپ شہید ہوئے تو وہ کاغذ حسبِ وصیت آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ (الریاض النظرہ، ج:۱، ص:۲۸۲ ازالۃ الخفا)

ان روایات سے ثابت ہوا صحابہ کرام اور اہل بیت میں کتنی محبت تھی اس قسم کی اور دیگر روایات موجود ہیں لیکن ہم نے یہاں مضمون کی طوالت کے پیش نظر انہی چند روایات پر اکتفاء کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے صحابہ اور آپ کے اہل بیت میں آپس میں کتنا اتحاد و اتفاق تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے فضائل و مناقب کو جانتے تھے اور اسی لحاظ سے ادب واحترام کرتے تھے۔ ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ دونوں سے محبت رکھیں اور ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی سچی محبت پیدا فرمائے۔ آمین

https://www.ashrafia.net

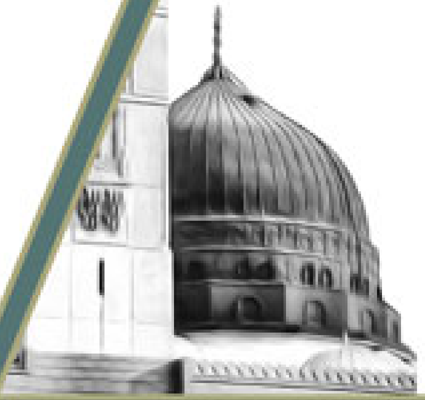

سارے جہاں کی راجدھائی

”مدینہ منورہ“

حضرت علامہ مفتی مظفر احمد بدایونی صاحب

کہتے ہیں ایک معشوق نے عاشق سے پوچھا کہ: آپ نے بہت سے دیار وامصار دیکھے ہیں اور اکثر شہروں کی سیاحی کی ہے یہ تو بتایئے کہ ان تمام شہروں میں آپ کو سب سے اچھا کون سا شہر نظر آیا؟

عاشق نے جواب دیتے ہوئے کہا:

”مجھے وہ شہر اچھا لگا جہاں میرا محبوب رہتا ہے“۔

اس طرح اہل ایمان کو دنیا بھر کے شہروں میں عشق وعقیدت جو ”مدینہ منورہ“ سے ہے وہ کسی اور شہر سے نہیں ہے کہ کیوں؟ اس لیے کہ وہاں تاجدار کونین، سلطان دارین ﷺ کی آرام گاہ ”گنبدِ خضراء“ ہے۔ جس کے سایہ میں خدائے قدیر کے طیب وطاہر رسول ﷺ جلوہ آراء ہیں۔ یہ وہی مقدس مقام ہے جہاں کا ذرہ ذرہ جنت بداماں ہے، یہاں وہ آرام فرما ہیں جن کی نگاہِ رحمت کائنات کے دردمندوں کی پناہ گاہ ہے یہاں رات دن خداوند سبوح وقدوس کی رحمت کا نزول یہاں کا ہر ذرہ رشک آفتاب ہے۔ یہی وہ شہر ہے جہاں ہزاروں بار جبرئیل امین اپنی جبین عقیدت سے جھکائے اترتے ہیں۔

قدم نازک کی برکت:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ

(پارہ: ۳۰، سورۃ البلد، آیت: ۱ تا ۲)

ترجمہ: ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو“۔

یہ آیت کریمہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی یعنی مکہ مکرمہ کو یہ عزت وعظمت ملی، وہ حضور ﷺ کے مقدس مقام کا صدقہ ہے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ: ”قبر اطہر کا وہ مبارک حصہ جو جسم انور سے ملا ہوا ہے وہ خانۂ کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل واعلی ہے“ اور اس میں بھی فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ: ”خانۂ کعبہ مدینہ منورہ کی بستی سے افضل ہے“ مگر اختلاف اس میں ہے کہ شہر مدینہ اور شہر مکہ میں مجموعی طور پر کون افضل ہے؟ حضرت آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ: ”مکہ مکرمہ افضل ہے کیونکہ وہاں حج ہوتا ہے، وہاں ہر نیک عمل کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے مگر حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”لَآ اُقْسِمُ“ سے ظاہر ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ جہاں جلوہ فرما

https://www.ashrafia.net

ہوں وہ جگہ افضل واعلیٰ ہے''۔ تو قبل ہجرت مکہ مکرمہ افضل تھا اور بعد ہجرت مدینہ منورہ۔ آیئے دیارِ حبیب کی فضلیت پر چند احادیث نبویہ کی زیارت کرتے چلیں۔

۱) اشرف الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں:

من مات فی المدینه کنت له شفیعاً یوم القیامة.

''جسے مدینہ منورہ میں مرنا نصیب ہوا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا''۔(جذب القلوب:۲۰)

۲) مدنی مکی آقا ﷺ فرماتے ہیں:

القاطیبه تنفی الذنوب کما تنقی الکیر خبث الفضة.

یعنی ''مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست کو دور کرتا ہے جیسے بھٹی چاندی سے میل کو دور کرتی ہے''۔(جذب القلوب:۲۰)

۳) نیز فرماتے ہیں حضور جانِ عالم ﷺ

''جس نے میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد گویا اس نے میری حیات ظاہری میں زیارت کی''۔

اور حالت حیات کے متعلق شاہِ بطحیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

لا یدخل النار من رانی .(شرح شفا شریف)

''میرا (مجھے) دیکھنے والا دوزخ میں نہ جائے گا''۔

ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے مزار پُرانوار کی زیارت کرنے والا دوزخ سے بری ہے اس سلسلہ میں ایک حدیث مبارک بھی ناطق ہے ملاحظہ ہو۔

۴) من زار قبری وجبت له شفاعتی .(دار قطنی، بیہقی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۵) حضور سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں:

تم میں سے جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں اسے مرنا چاہیے کہ جو اس میں مرے گا اس کی شفاعت کروں گا

۶) نیز فرماتے ہیں: جو شخص مدینہ میں مر سکتا ہے تو چاہیے کہ وہ وہیں مرے پس جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔(جذب القلوب)

۷) نیز فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ آدمیوں کے میل کو ایسا دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔(جذب القلوب)

۸) اکثر احادیث نبویہ میں آیا ہے کہ: مدینہ کی خاک مبارک جملہ امراض کے لیے شفاء ہے۔

بعض جگہ فرمایا گیا ہے:''جذام اور برص کے لیے بھی''

۹) منبر پاک اور مزارِ اطہر کے بیچ میں جو حصہ ہے اس کی نسبت ارشاد ہے۔

روضة من ریاض الجنة .(الحدیث)

جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

۱۰) روضہ اطہر کی زیارت کے متعلق حدیث مبارک ہے کہ:

ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو نازل ہوتے ہیں۔

فرشتے نازل ہو کر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پروں کو قبر انور سے ملتے ہیں اور حضور جانِ عالم ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔

https://www.ashrafia.net

خدانہ کرے بدعقیدگی کا مارا ہوا کوئی شخص بول اُٹھے کہ فرشتے ایسا کیوں کرتے ہیں کہ آسمان سے سیدھے مدینہ منورہ نازل ہوتے ہیں اور وہ بھی مسجد شریف کی نیت سے نہیں بلکہ قبر رسول ﷺ کی نیت سے اور قبر شریف کے چاروں طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر قبر پر اپنے پَر ملتے ہیں اور تحفہ درود شریف پیش کرتے ہیں، ان کو تو کعبہ شریف جانا چاہیے تھا کعبہ شریف کا طواف کرنا چاہیے تھا۔ مگر وہ حاضر ہورہے ہیں روضہ رسول پر وہ بھی تلاوتِ قرآن اور نماز پڑھنے کی نیت سے نہیں بلکہ روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی نیت سے۔

جمالِ گنبد خضری:

اب دیکھیے داہنی جانب کی گلی میں مسجد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نظر آرہی ہے اس کے آگے سیدھے چلیے بازار کے چوراہے پر مسجد غمامہ دکھائی دے رہی ہے۔ سرکارِ طیبہ ﷺ عید کی نماز یں اسی جگہ ادا فرماتے تھے۔ دیکھیے یہ مسجد مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے اور اسی کے سامنے مسجد نبوی ﷺ کی طرف جانے کا راستہ مسجد مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بائیں طرف مدینہ طیبہ کا دوسرا دروازہ ہے جسے ’’بابِ مصری‘‘ کہتے ہیں۔ جس میں کھڑے ہوں تو بالکل سامنے مسجد نبوی ﷺ کا ’’باب السلام‘‘ نظر آتا ہے۔ مدینہ منورہ کی آبادی محدود ہے جو ایام حج میں لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔ سال کے دوسرے ایام میں بھی زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ دور دراز ملکوں سے لوگ شہنشاہ کونین ﷺ کے مرقد انوار کی زیارت کرنے یہاں آتے ہیں اور اپنے قلب ونظر کی تسکین کا سامان کرتے ہیں۔

حضرت اشرف الانبیاء ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے یہاں تشریف لائے تھے۔ آقائے کریم ﷺ نے یہاں مسجد نبوی کی تعمیر کی، اس مسجد میں روضہ اقدس ہے عظیم المرتبت خلفائے کرام خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور خلیفۂ دوم حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

مدینہ منورہ مکہ معظّمہ سے ۲۵۰ میل جانب شمال ایک نخلستان میں واقع ہے۔ یہاں کھجوروں کے درخت بکثرت ہیں، پھل اور ترکاریاں بکثرت پیدا ہوتی ہے جنت البقیع یہاں کا تاریخی قبرستان ہے جہاں شہزادی رسول ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور کئی ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مزارات ہیں۔ کوہِ اُحد، میدان خندق مدینہ طیبہ کے قریب ہی واقع ہے۔

مدینہ کو روانگی اور پہلا جمعہ:

قبا میں دو ہفتہ قیام کے بعد حضور اقدس ﷺ مدینہ شریف کی جانب روانہ ہوئے، جمعہ کے دن اور جمعہ کے وقت بنو سالم کی آبادی میں پہنچ کر فردکش ہوئے یہاں جمعہ کی نماز اور خطبہ ادا کیا گیا یہ اسلام کا پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا۔

اس روز نمازِ جمعہ میں کثیر صحابہ موجود تھے، اہل مدینہ نے جس دن سے سنا تھا کہ رحمتِ کبریا ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو چکے ہیں، ان کا روزانہ معمول ہوگیا تھا کہ سرراہ بیٹھ جاتے اور دھوپ میں تیزی ہونے تک انتظار کرکے واپس چلے جاتے۔

https://www.ashrafia.net

تاریخ

خلیفۂ دوم

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت علامہ محمد مسعود قادری مدظلہ العالی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی گئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ واحد شخص تھے جنہوں نے اعلانیہ ہجرت کی تھی۔ اس ضمن میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں: ''ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہو''۔ آپ ہجرت سے پہلے خانۂ کعبہ میں تشریف لے گئے اور تلوار نیام سے نکالی پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز ادا کی پھر سردارانِ قریش کے پاس گئے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنی شکل خراب کرانا چاہے تم میں سے کوئی سے جو اپنی ماں کو بے اولاد کرنا چاہے، تم میں سے کوئی ہے جو اپنی اولاد کو یتیم کرنا چاہے، تم میں سے کوئی ہے جو اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہے اگر کسی کا ارادہ ہے تو وہ میرے مقابلے میں آئے''۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''قریش کے تمام سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر گھبرا گئے اور کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ کا راستہ روکتا''۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ہجرت فرمائی۔ سیرت ابن ہشام میں ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نام جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی یہ بیان کیے گئے ہیں حضرت زید بن خطاب جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے حضرت سعید بن زید جو حضرت زید بن خطاب کے بیٹے تھے حضرت خنیس بن خذافہ سہمی، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابی خولی، حضرت مالک بن ابی خولی، حضرت عمرو بن سراقہ، حضرت ایاس بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر اور حضرت خالد بن بکیر علیہم الرضون حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل قبا میں قیام کیا، جہاں آپ کے خاندان کے وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے تھے وہ آپ سے آن ملے اور پھر آپ اپنے خاندان کے تمام افراد کے ہمراہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام پر مشتمل قافلہ مدینہ منوہ میں

https://www.ashrafia.net

داخل ہوا تو یہ قافلہ انصار کے ہر گھر سے آگے سے گزارا۔ ہر انصاری کی خواہش تھی حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قافلہ اس کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میری اونٹنی جس کے گھر کے آگے بیٹھے گی میں وہیں قیام فرماؤں گا۔ چنانچہ حضور سیدِ عالم ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے آگے بیٹھ گئی اور حضور انور ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔

حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے مدینہ منورہ آمد کے بعد انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا اور ایک انصار اور ایک مہاجر کو بھائی بھائی بنایا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا رشتہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہما سے قائم کیا گیا جو کہ قبیلہ بنی سالم کے معزز رئیسوں میں شمار ہوتے تھے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا قیام قبا میں تھا، چنانچہ حضور ﷺ کی مدینہ منورہ آمد کے بعد جب حضرت عمر فاروق اور حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم ہوئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا قیام قبا میں کر لیا اور پھر دونوں کے مابین طے ہوا کہ ایک دن ایک حضور سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگا چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ایک دن حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں شمولیت:

سرکارِ دوعالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ آپ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور ﷺ کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ ﷺ نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ: ”یہ دوکمسن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور ﷺ نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہما نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر حضور ﷺ نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زمین کی خریداری کے معاملہ پر بات کی۔ آپ نے سرکار ﷺ کی خواہش پر مسجد نبوی کے لیے زمین خریدنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ زمین خرید لی حضور ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام کے ہمراہ دن رات کام کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی مسجد کی تعمیر میں حضور ﷺ کے ہمراہ شانہ بشانہ کام کرتے رہے مسجد نبوی کی تعمیر انتہائی سادہ تھی اور اس کی دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئی تھی مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی بنائی گئی تھی، مسجد کی تعمیر کے بعد حضور ﷺ کے حکم پر اس کے گرد حجرے تعمیر کیے گئے۔ جہاں سرکار ﷺ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ قیام پذیر ہوئے

https://www.ashrafia.net

خطباتِ فخر المشائخ مدظلہ العالی

(قسط:۲)

”نورانیتِ محمدی ﷺ“

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

اس کا جواب یہ ہے کہ بلا شبہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ولادت اصحابِ فیل کے واقعہ کے بعد ہوئی لیکن آپ ﷺ کی روحانی ولادت اس سے قبل ہو چکی تھی۔ اسی لیے قرآن نے یہ لفظ استعمال کیا "الم ترا" کیا آپ نے نہیں دیکھا پس معلوم ہوا کہ سرکار ﷺ دیکھ رہے تھے۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

دوسری مثال:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ(۸۱) فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ(۸۲)۔ (پارہ: ۳، سورۃ آل عمران، آیت: ۸۱،۸۲)

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں“۔

اس آیت میں پہلا لفظ قابل غور ہے یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا۔ اس سے پتا چلا کہ یہ واقعہ پہلے ہی حضور ﷺ کے علم میں تھا کیونکہ یہ عہد عالمِ ارواح میں لیا گیا جب تمام انبیاء کرام کی روحیں وہاں موجود تھیں تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں دنیا میں بھیجوں اور کتاب وحکمت عطا کروں تو اگر تمہارے زمانے میں میرا محبوب ﷺ آجائے یا تم ان کا زمانہ پاؤں تو ضرور ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کے دین کی مدد کرنا۔ ان سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تم پر گواہ ہوں کہ تم نے

https://www.ashrafia.net

میرے سامنے یہ اقرار کیا کہ اگر میرے محبوب ﷺ تشریف لے آئے یا تم میں سے کسی نے ان کا زمانہ پایا تو تم ضرور ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کے دین کی مدد کرو گے۔ پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی روحانی ولادت اس مادی ولادت سے پہلے ہو چکی تھی اور آپ ﷺ تمام کائنات کا مشاہدہ فرمارہے تھے۔

حضور ﷺ کی تین صفات:

حضور ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کی صفات کا ظہور ہوا۔ سفر معراج کے تین حصے ہیں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور سدرۃ المنتہیٰ سے قاب قوسین تک اور ان تینوں حصوں میں ایک ایک صفت کا ظہور ہوا۔ جب مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ روانہ ہوئے تو بشری صفت کا ظہور ہوا۔ مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں کی جانب روانہ ہوئے تو ملکی صفت کا ظہور ہوا اور سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں کی جانب روانہ ہوئے تو شانِ محمدیت یا حقیقتِ محمدیت کا ظہور ہوا غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ جب بشری صفت کا غلبہ تھا تو اُحد کے میدان میں چہرۂ انور زخمی ہوا دندانِ مبارک شہید ہوئے جسم اقدس لہولہان ہوا اسی طرح طائف کے شہر میں سنگ باری سے جسمِ مبارک لہولہان ہوا اور خون بہا اور جب نورانیت کا غلبہ تھا تو بچپن میں اور معراج کی رات سینہ اقدس چاک کیا گیا، قلبِ مبارک باہر نکالا گیا آبِ زم زم سے دھو کر دوبارہ سینہ اقدس میں رکھ کر سی دیا گیا اور خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا اس سے یہ پتا چلا کہ بشریت حضور ﷺ کی صفت ہے اور حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا آپ ﷺ جانتے ہیں جیسا کہ گزشتہ احادیث میں بیان کیا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے جسدِ مبارک کی تیاری:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کرنا چاہا تو اپنے دستِ قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسدِ مبارک تیار کیا اور اس کے لیے مٹی زمین سے منگوائی چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ زمین سے مٹی لے کر آؤ۔ وہ زمین پر آئے اور ایک مٹھی اٹھائی تو زمین رونے لگی کہ مجھ کو میرے اجزاء سے جدا نہ کرو۔ وہ چھوڑ کر چلے گئے اللہ نے پوچھا کہ مٹی کیوں نہیں لائے۔ کہا میں نے ایک مٹھی اٹھائی تو زمین نے واویلہ کیا اور وہ روئی کہ مجھے میرے اجزاء سے جدا نہ کرو تو مجھے رحم آ گیا تو میں چھوڑ کر چلا آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا زمین نے رونا پیٹنا شروع کیا تو وہ بھی چھوڑ کر چلے گئے پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا ان کے ساتھ بھی یہی صورتِ حال پیش آئی یعنی تینوں فرشتوں کے سامنے زمین روئی اور وہ چھوڑ کر چلے گئے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو بھیجا جب وہ زمین پر آئے اور ایک مٹھی اٹھائی تو زمین نے اسی طرح رونا شروع کیا انہوں نے کچھ نہیں سنا اور مٹی لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ گئے اللہ تعالیٰ نے سوال کیا عزرائیل تمہارے سامنے مٹی نہیں روئی؟ عرض کیا مولیٰ مٹی تو بہت روئی

https://www.ashrafia.net

لیکن میں تیرے حکم کو دیکھتا یا اس کے رونے کو دیکھتا۔ پس خالقِ کائنات نے فرمایا کہ اب جان نکالنے کی ڈیوٹی بھی تمہارے ذمہ ہے کیونکہ اگر ان کے ذمہ لگادی تو گھر والے رونے لگیں گے اور یہ چھوڑ کر آجائیں گے بالفاظِ دیگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عزرائیل زمین کو اس کے اجزاء سے جدا کرنے والے بھی تم ہو اور ملانے والے بھی تم ہو۔ اب آپ غور کر سکتے ہیں کہ جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے گھر والے رو رہے ہوتے ہیں، کوئی یتیم ہورہا ہے، کوئی بیوہ، کسی کا بھائی جدا ہورہا ہے تو کسی کی بہن، کسی کے ماں باپ لیکن حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق جس کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے اسی وقت تشریف لے آتے ہیں اور اس کی روح قبض کرلیتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا جسمِ مبارک تیار کرنے کے بعد ان کی پیشانی میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا اور فرشتوں سے فرمایا "اسْجُدُوا لِاٰدَمَ" ترجمہ: آدم کو سجدہ کرو۔ قرآن کہتا ہے فَسَجَدُوا اِلَّا اِبْلِیْسَ. ترجمہ: سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ فرشتوں نے جب سجدہ سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ یہ اپنی جگہ اکڑ کر بیٹھا ہے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ اس نے سجدہ نہیں کیا تو وہ دوبارہ سجدہ میں گر گئے شکرانے کے طور پر کہ مولیٰ تیرا کرم ہے کہ ہم نے اس کی طرح نہیں کیا۔ اسی لیے نماز میں دو سجدے ہوتے ہیں کہ ایک حکم کے مطابق اور دوسرا شکرانے کے طور پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ

ترجمہ: فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔

یعنی کس چیز نے تجھے روکا اس نے کہا:

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ

ترجمہ: بولا میں اس سے بہتر ہوں

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ

ترجمہ: تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی ہے اور شیطان کی تخلیق آگ سے اسی لیے اس کے اندر سرکشی تھی۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ

ترجمہ: ابلیس قومِ جن سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا۔

(پارہ:۱۵، سورۃ الکھف، آیت:۵۰)

مٹی کی یہ خاصیت ہے کہ جب اسے پھینکو تو وہ نیچے کی طرف جاتی ہے اور آگ کی یہ خاصیت ہے کہ جب اسے جلاؤ تو وہ اوپر کی طرف جاتی ہے ہوسکتا ہے کہ اس نے یہ سوچا ہو کہ میں اس چیز سے پیدا ہوا جو اوپر کی طرف جاتی ہے اور آدم اس چیز سے پیدا ہوئے ہیں جو نیچے جاتی ہے تو میں اعلیٰ ہوکر ادنی کو کیسے سجدہ کروں۔

أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ

https://www.ashrafia.net

اَلسَّلَامُ فِی جَبْہَةِ اٰدَمَ۔

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۵۳، ص: ۵۲۵، ج: ۶)

اللہ تعالی نے فرشتوں کو اس لیے سجدہ کا حکم دیا تھا کہ اس وقت نورِ محمدی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا اور سرکارِ دوعالم ﷺ کے نور کی تعظیم نہ کرنے کی وجہ سے شیطان مردود ہوا۔ اس لیے جب اللہ نے حکم دیا کہ سجدہ کرو تو نظر فرشتوں کی بھی اٹھی اور نظرِ شیطان کی بھی اٹھی۔ فرشتوں کی نظر اٹھی تو انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نورِ محمدی ﷺ جلوہ گر نظر آیا تو وہ فوراً سجدے میں گر گئے اور شیطان کی نظر اٹھی تو اسے نور نظر نہیں آیا صرف خاک ہی نظر آئی اس لیے اس نے سجدہ نہیں کیا۔

یہیں سے دو گروہ بن گئے ایک وہ جو نور کی تعظیم کرتے ہیں اور ایک وہ جو تعظیم نہیں کرتے۔ جو تعظیم کرتے ہیں وہ فرشتوں کے نقشِ قدم پر ہیں اور جو تعظیم نہیں کرتے وہ شیطان کے نقشِ قدم پر ہیں۔ جنہوں نے تعظیم کی وہ مقبول ہو گئے جنہوں نے تعظیم سے انکار کیا وہ مردود ہو گئے اور آج تک یہی دو گروہ چلے آرہے ہیں ایک وہ ہیں جو حضور ﷺ کو نور مانتے ہیں اور تعظیم بھی کرتے ہیں اور ایک وہ ہے جو نہ نور مانتے ہیں اور نہ تعظیم کرتے ہیں۔ الحمد للہ! ہم اہلسنت وجماعت آقا کریم ﷺ کو نور مانتے بھی ہیں اور سرکار ﷺ کی تعظیم بھی کرتے ہیں بلکہ ہر وہ چیز جس کا ظاہری یا باطنی تعلق نبی پاک ﷺ سے ہے اس کا تعظیم کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

بقیہ ”اعلیٰ اقدار اور قیادت کے اصول“

کیونکہ اسلام کی رو سے وہی قائد ہو سکتا ہے جو سیرت مطہرہ سے ماخوذ اصول وضوابط کا جامع ہو۔ ان اصولوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

۱) امانت و دیانت:

قیادت میں دیانت داری بہت ضروری ہے۔

۲) عدل وانصاف:

تمام افراد کے ساتھ ان کے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے سلوک رکھنا

۳) شوریٰ (مشاورت):

اجتماعی فیصلے کرنے کی حکمت پر عمل پیرا ہونا۔

۴) عزم واستقامت:

مشکلات کے باوجود ثابت قدمی ایک قائد کا بنیادی خاصہ ہے

۵) رحم اور نرمی:

قیادت میں ہمدردی اور شفقت ہونا ضروری ہے۔

۶) مثالی کردار:

عملی زندگی میں بہترین نمونہ ہونا۔

۷) فیصلہ سازی کی حکمت:

صحیح وقت پر درست فیصلہ کرنا۔

۸) تربیت اور اصلاح:

قیادت میں افراد کی ذہنی واخلاقی تربیت کرنا ضروری ہے۔

یہ وہ عظیم سنہرے اصول ہیں جو نہ صرف قرآن مجید نے ہمیں بتائے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ان پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

قسط: آخری

جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہیتے چچا جان

سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

اُن کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

ابو الحسین اشرفی

گزشتہ سے پیوستہ:

اس وقت چشم فلک نے ایسی ایسی جانبازیاں دیکھیں کہ پھر ایسی جانبازیاں دیکھنا نصیب نہیں ہوئیں۔ بڑے بڑے بادشاہوں کی افواج نے بہادریوں کے نظارے کیے ہوں گے لیکن کسی نے اپنے بادشاہ کے لیے کبھی ایسی مثال قائم نہیں کی ہوگی جس طرح سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو جب کفن دینے کا معاملہ آیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کفن کی دو چادریں لے کر میدانِ اُحد میں پہنچیں کہ میرے بھائی کو اس کا کفن دیا جائے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ان پر ایک ہی چادر ڈالی جائے اور دوسری جابر کے لیے حضرت عبد اللہ بن جحش اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما ان دونوں کے مزارات میدانِ اُحد میں برابر برابر ہیں اور دیگر صحابہ کو اجتماعی قبروں میں دفن کیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر سال شہدائے اُحد کے مزارات پر جانا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر سال ۱۵؍ شوال کو اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر اُحد کے میدان میں تشریف لے جاتے اور اپنے چچا سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ اور تمام شہدائے اُحد رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے۔

بخاری شریف اور دیگر احادیث کی کتب میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے جاتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ممبر کو بھی لے جایا جاتا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہو کر واعظ فرماتے۔ آج ہم جو بزرگانِ دین اولیائے کاملین کا عرس کرتے ہیں ان کے یومِ وصال کی تاریخ پر ان کے مزارات پر حاضر ہوتے ہیں ان کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور پھر جلسہ منعقد کرتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکرِ خیر کرتے ہیں، یہی تو عرس ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر سال ۱۵؍ شوال کو ان کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے۔ کتنے درجات بلند ہو جاتے ہوں گے، جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے لیے ہاتھ اُٹھاتے ہوں گے، پہلے صحابیٔ رسول کا تاج سر پر پہنا پھر انہیں مقامِ شہادت

https://www.ashrafia.net

نصیب ہوا اور اس کے بعد ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لے جا کر ان کے لیے دعا فرماتے اور ان کو ایصالِ ثواب فرماتے۔ یہ مثال ہے ہم اہلِ طریقت و شریعت کے لیے کہ ہم نے جس کے دامن کو پکڑا ہے ان کے ساتھ، ان کے خاندان کے ساتھ ایسی ہی محبت کی جائے جیسا کہ صحابہ کرام نے اپنے آقائے دو جہاں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی اور اپنی جان و مال کو قربان کر دیا اور آج بھی اُحد کی وادی حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی یاد دلاتی ہے کہ جب وہاں پر حاضر ہوں تو ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے کہ ہم اُس عظیم ہستی کی بارگاہ میں حاضر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا تھے رضاعی بھائی تھے دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو کر اسلام کی ایک عظیم قوت تھے۔

سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے نام کی برکت:

الحمدللہ! آج کل حج اور عمرے کے لیے ایک بڑی تعداد حاضر ہوتی ہے تو شہدائے احد اور سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہم کے مزارات پر بھی حاضری ہوتی ہے۔ پہلے تو مدینہ طیبہ کی آبادی مسجد نبوی کے چاروں طرف بہت زیادہ تھی اب وہ تمام آبادی حرمِ نبوی میں شامل ہو چکی ہے۔ اب ایک سیدھی سڑک جبلِ اُحد کی طرف جا رہی ہے اگر کوئی شخص پیدل بھی جانا چاہے تو غالباً ۳ کلومیٹر کے فاصلے پر یہ اُحد کا میدان ہے اور وہ پہاڑ ہے جس کے لیے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں لوگ وہاں حاضر ہو کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور ایسے لوگ جن کے ہاں اولاد نہیں ہے یہاں آ کر اللہ سے ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاں اولاد ہوئی تو اس کا نام حمزہ رکھیں گے الحمدللہ! ان کے ہاں اولاد ہوتی ہے اور وہ اس کا نام حمزہ رکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس لشکر جرار کا نام ہے جو ایک بہترین بہادر سپاہی ہے۔ ان کے نام میں ایک رعب، دبدبہ اور جلال ہے۔ اب اگر کسی کا نام حمزہ رکھیں تو یہ یاد رکھیں کہ اس کی تربیت بھی اسی طرح کریں کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام کی تربیت فرمائی اور ان کا جوش و ولولہ اور ان کا جلال اسلام مخالف لوگوں پر ہوتا تھا اپنوں پر نہیں۔ ہم تربیت کرنا نہیں جانتے اور نام ان ہستیوں کا رکھتے ہیں کہ جن ہستیوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی جب بچوں کے ایسے نام رکھے جائیں تو ان بچوں کی تربیت بہت ہی احتیاط سے کی جائے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا جائے کہ: اے رب العالمین! ہم نے ان کی نسبت سے یہ نام رکھا ہے اس کا غصہ، وجلال اپنوں کے لیے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لیے بنا دے۔

ہم ان ناموں کو رکھ کر ان بچوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں نام بہت سوچ سمجھ کر رکھنا چاہیے۔ یہ عظیم الشان ہستیاں ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی شان میں کوئی گستاخی یا بے ادبی ہو جائے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر جائیں اور اولاد

کے لیے منت مانیں اور عرض کریں کہ آپ نے جس طرح اسلام کی خدمت کی ہماری اولاد بھی اسی طرح اسلام کی خدمت کرے

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

وہ وحشی غلام جس نے سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ فتح مکہ سے قبل وہ آرام سے گھومتے رہے اور جب مکہ فتح ہوا تو اب مکہ اور مدینہ دونوں پر اسلام کے جھنڈے لہرانے لگے تو یہ وہاں سے بھاگ کر طائف چلے گئے کہ مکہ اور مدینے میں پناہ نہیں ملے گی۔ میں نے اتنا بڑا نقصان کیا اور کسی عام کو نہیں بلکہ ان کے نبی کے چچا کو میں نے شہید کیا ہے تو ایسا نہ ہو کہ جو مسلمان مجھے دیکھے تو مجھے مار دے۔ ان پر ایک خوف طاری ہو گیا، ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ کبھی اِدھر جاتے کبھی اُدھر جاتے اسلام کی تبلیغ کے لیے حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے مبلغ طائف بھیجے تو وہ پریشان ہو گئے کہ یہاں بھی مسلمان ہو گئے تو میں کہاں جاؤں؟ تو کسی نے کہا: کیوں اِدھر اُدھر گھومتے ہو، اگر تمہیں اس روئے زمین پر کہیں پناہ مل سکتی ہے تو وہ دامنِ مصطفیٰ ﷺ ہی میں مل سکتی ہے۔ ان کو چھوڑ کر تمہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی جاؤ! ان کی بارگاہ میں چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا میں نے ان کے چچا کو قتل کیا ہے! کہا: ہاں! لیکن وہ بڑے رؤف و رحیم ہیں تم ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ اسلام قبول کر لو۔ اب ڈرتے ڈرتے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے، جب آئے تو حضور ﷺ نے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان گئے۔ فرمایا: ''تو وہی وحشی ہے''۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں وہی وحشی ہوں لیکن آج اسلام قبول کرنے کے لیے آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں۔ میں کلمہ پڑھتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

جانِ عالم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو گئے حضور ﷺ نے اسے صحابیت کی سند عطا فرمائی اور فرمایا: ''اے وحشی! تم میرے سامنے نہ آیا کرو، جب تم آتے ہو تو مجھے اپنے چچا کی شہادت کا منظر یاد آ جاتا ہے'' یہ ایک بہت بڑی بات تھی جو اُس وحشی غلام کے دل میں چین نہیں لینے دیتی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ میں اسلام کی ایسی خدمت کروں کہ میرے لیے اس کا بدلہ ہو جائے۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور ﷺ کے مقابل آنا چاہا اور اس نے حضور ﷺ کو خط لکھا تھا کہ: ''اے محمد ﷺ! کچھ لوگ آپ لے لیں کچھ لوگ میں لے لیتا ہوں''۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے اس کی اس بات کو رد کر دیا حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے لشکر کو تیار کیا اور یمامہ کی طرف بھیجا وہاں بڑی زبردست لڑائی ہوئی بہت سے صحابہ بھی شہید ہوئے لیکن اس جنگ میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اُسی طرح سے اپنے چھوٹے نیزے کے ذریعے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا اور اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ وہ اس کی پشت سے نکل گیا اور اسی وقت وہ مر گیا اور آپ نے خوشی کا اظہار کیا کہ آج میں نے حمزہ والا بدلہ لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ جس سے محبت کرتے تھے میں نے حالتِ کفر میں

https://www.ashrafia.net

ان کو شہید کیا تھا اور حضور ﷺ سب سے زیادہ جس سے نفرت کرتے تھے آج میں نے اسے قتل کر دیا۔

یہ سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور جنگِ اُحد پر کچھ گفتگو تھی۔ اس میں ہمارے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ ہم اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کریں اور جس چیز کا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے اس پر قائم رہیں اور جس چیز سے منع فرمایا ہے ان سے رو کے رہیں۔

اُن کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیرِ غُرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

حج مبارک

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے فرزندِ ثانی زینت المشائخ صاحبزادہ ابو الحسین حکیم سید اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی اپنے فرزندِ ثانی صاحبزادہ سید جہانگیر اشرف جیلانی زیدمجدہٗ کے ہمراہ ۱۸ رمئی کو شکاگو (امریکہ) سے ''حج بیت اللہ'' کی سعادت کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ میں حضور جانِ عالم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ ۲ رجون کی رات کو مدینہ منورہ سے شکاگو کے لیے روانہ ہوئے۔ ہم ادارہ ''الاشرف'' کی جانب سے دونوں صاحبزادگان کو ''حج کی مبارک باد'' پیش کرتے ہیں۔

ہجری سال

۱۴۴۸ھ

کا آغاز...

تمام عالمِ اسلام کو

ادارہ ''الاشرف''

کی جانب سے

اسلامی سالِ نو

مبارک ہو.....

ہماری دعا ہے کہ پوری اُمتِ مسلمہ
کے لیے یہ سال امن وسکون
سلامتی اور خوشحالی کا سال ثابت ہو...

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: محرم الحرام اور مسجد الحرام کے اسماء کے ساتھ ''الحرام'' کیوں لگایا جاتا ہے؟

جواب: حرام حرمت سے ہے، جس کا معنی: عزت والا/ قابل احترام ہے اور محرم کا مہینہ عظمت والا اور احترام والا ہے، اس لیے اس مہینے کو حرام کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان و زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔ (پارہ: ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت: ۳۶)

اسی طرح مسجد الحرام کو بھی مسجد الحرام اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد بھی یقیناً دوسری مساجد کے مقابل زیادہ قابل احترام اور بڑی عظمت اور اہمیت کی حامل ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت والے مہینے (کو)۔

(پارہ: ۷، سورۃ المآئدہ، آیت: ۹۷)

اس آیت مبارکہ کے ترجمہ میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے الْبَيْتَ الْحَرَامَ کا ترجمہ: ''ادب والے گھر'' کیا ہے اور الشَّهْرَ الْحَرَامَ کا ترجمہ: ''حرمت والے مہینے'' کیا ہے۔ جس سے واضح ہے کہ ''حرام'' ادب اور حرمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے

سوال: محرم الحرام کے مہینے میں گھر میں جھاڑو دینا یا صفائی کرنا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام کے مہینے میں گھر میں جھاڑو دینا یا صفائی کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے نیز محرم الحرام سوگ کا مہینہ نہیں ہے کہ اس میں صفائی ستھرائی کو ترک کر دیا جائے بلکہ شریعتِ مطہرہ کو صفائی ستھرائی مطلوب ہے اور حدیثوں میں اپنے گھروں صحنوں کو صاف رکھنے کی ترغیب موجود ہے، لہٰذا

محرم شریف میں بھی اپنے گھروں کو صاف ستھراء رکھا جائے اور کربلا والوں کے لیے اچھے طریقے سے ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا جائے اور ماہ محرم کی وجہ سے گھر میں جھاڑو نہ دینا یہ سوگ کے قبیل سے ہے، جو کہ جائز نہیں۔

''فتاوی رضویہ'' میں سوال ہوا کیا فرماتے ہیں علمائے دین وخلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں:

(۱) بعض سنت جماعت عشرہ ۱۰ محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

(۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے۔

(۳) ماہ محرم میں بیاہ شادی نہیں کرتے۔

(۴) ان ایام میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالی عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: ''پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے''۔ (فتاوی رضویہ، ج: ۲۴)

سوال: کیا قیامت ۱۰ محرم الحرام کو ہی آئے گی؟

جواب: جی ہاں! قیامت یوم عاشوراء یعنی محرم الحرام کے مہینے کی دس تاریخ جمعہ والے دن آئے گی۔

صحیح مسلم میں ہے:

عن أبي هريرة، أن النبي ﷺ قال: خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة، فيه خلق آدم، وفيه أدخل الجنة، وفيه أخرج منها، ولا تقوم الساعة إلا في يوم الجمعة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں جنت سے اترنے کا انہیں حکم ہوا اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی''۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعة، ج: ۲، ص: ۵۸۵، حدیث: ۸۵۴، دار احیاء التراث العربي، بیروت)

سوال: محرم کے مہینے میں شہدائے کربلا کے علاوہ کسی مسلمان مثلاً اپنے مرحوم رشتہ دار کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ دِلا سکتے ہیں؟

جواب: عام دنوں کی طرح محرم الحرام کے مہینے میں بھی شہدائے کربلا اور ان کے علاوہ کسی مسلمان کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ دِلا سکتے ہیں، اس میں کچھ حرج نہیں۔ نیز عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محرم الحرام کے مہینے میں شہدائے کربلا کے علاوہ کسی کی فاتحہ نہیں دے سکتے، بالکل غلط اور شریعت مطہرہ پر افتراء ہے۔ چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''محرم وغیرہ ہر وقت ہر زمانہ میں تمام انبیاء واولیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ جائز ہے، اگرچہ خاص عشرہ کے دن ہو۔ بکر غلط کہتا ہے اور شریعت مطہرہ پر افتراء

https://www.ashrafia.net

کرتا ہے"۔ (فتاوی رضویہ، ج:۲۴،ص:۴۹۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: قربانی کا گوشت کب تک کھا سکتے ہیں کیا واقعی محرم میں کھانا گناہ ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے اور افضل یہ ہے کہ سارے گوشت کے تین حصے کیے جائیں ایک حصہ فُقرا کو، ایک حصہ دوست و احباب کو اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے رکھ لے۔ اگر سارا گوشت اپنے گھر میں رکھا اور استعمال کر لیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں اور جب تک چاہیں رکھ سکتے ہیں استعمال کر سکتے ہیں محرم سے پہلے پہلے ختم کرنا شرعاً ضروری نہیں، ابتدائے اسلام میں تین دن سے زیادہ رکھنے کی ممانعت تھی جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔ لہٰذا قربانی کرنے والا یا جسے وہ دے جب تک چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ محرم میں قربانی کا گوشت کھانے کو گناہ کہنا بغیر تحقیق کے غلط مسئلہ بتانا ہے جو بلا شبہ ناجائز و گناہ ہے اس لیے کہنے والے پر توبہ واجب ہے۔

سوال: کیا ۹ اور ۱۰ محرم کو پانی کی سبیل لگانا جائز ہے؟

جواب: دس محرم الحرام کو خالص اللہ پاک کی رضا اور شہیدانِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواحِ طیبہ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے مسلمانوں کے لیے پانی کی سبیل لگانا بلا شبہ جائز مستحب اور ثواب کا کام ہے، حدیث پاک میں پانی کو افضل صدقہ کہا گیا ہے، نیز پانی پلانے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ

ترجمہ کنز الایمان: "بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دُونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے"۔

(پارہ:۲۷،سورۃ الحدید، آیت:۱۸)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (سالِ وفات: 1367ھ) لکھتے ہیں: "ماہ محرم میں دس ۱۰ دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (یعنی چاولوں کی کھیر) پر کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے، ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب (یعنی مستحب) ہے بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں"۔

(بہارِ شریعت، ج:۳، ص:۶۴۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

رُخسارِ مبارک سے انوار کا اِظہار

حضرت علامہ جامی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ:

"امامِ عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان یہ تھی کہ جب اندھیرے میں تشریف فرما ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک پیشانی اور دونوں مقدس رُخسار (یعنی گال) سے انوار نکلتے اور قرب و جوار ضیا بار (یعنی اطراف روشن) ہو جاتے۔ (شَواھِدُ النُّبُوَّۃ، ص:۲۲۸)

https://www.ashrafia.net

استاذِ محترم محدثِ ٹھٹھہ

حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن مجددی ٹھٹھوی علیہ الرحمہ

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

آج ٹھٹھہ سے واٹس ایپ کے ذریعے میرے دوست حکیم سید شعیب جیلانی مدظلہ العالی نے یہ اندوہناک خبر سنائی کہ آپ کے استادِ گرامی حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن ٹھٹھوی علیہ الرحمہ انتقال فرما گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون

میرے لیے یہ خبر انتہائی افسوس ناک تھی۔ موجودہ دور میں وہ اسلاف کی نشانی تھے، کچھ دیر کے لیے میں ماضی کی دریچوں میں گم ہوگیا۔ ان کے ساتھ گزرے لمحات، ان کی شفقتیں یاد آنے لگیں اور ایک ایک کر کے سارے استاد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہاں تو ہر ایک جانے کے لیے آیا ہے، دنیا کی ہر ملاقات جدائی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ یہاں تو جدا ہونے کے لیے ہی ملاقات ہوتی ہے۔ آج کاغذ وقلم کو اظہارِ جذبات بنانے کے لیے بیٹھا تو سوچا کہاں سے شروع کروں۔

حضرت علامہ مفتی حافظ عبدالرحمٰن ٹھٹھوی علیہ الرحمہ سرزمین سندھ پر اسلاف کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ وہ محدثِ ٹھٹھوی تھے، تمام زندگی پڑھنے اور پڑھانے میں بسر کی۔

ولادت:

وہ مولانا اللہ بچایو میمن علیہ الرحمہ کے گھر 26 / جون 1946ء بمطابق 26 / رجب المرجب 1365ھ بروز بدھ تحصیل وضلع ٹھٹھہ کے گوٹھ ٹاکائی میمن میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

ناظرہ قرآن پاک اپنے والد سے پڑھا اور پھر ٹھٹھہ کی تاریخی شاہجہاں مسجد میں حضرت علامہ محمد حسین علیہ الرحمہ کی زیرِ نگرانی حفظِ قرآن مکمل کیا۔ گورنمنٹ ہائی اسکول ٹھٹھہ سے میٹرک اور پھر انٹرمیڈیٹ مکمل کیا۔ درسِ نظامی کی تعلیم مختلف مدارس سے حاصل کی اور جید علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ جن میں حضرت علامہ مولانا عبدالصمد متیلو کا نام قابلِ ذکر ہے۔ تجوید کی تعلیم حضرت قاری طفیل احمد سے حیدرآباد میں حاصل کی۔ دورۂ تفسیر کے لیے محدثِ بھاولپور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آخر میں اُم المدارس دارالعلوم امجدیہ میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمہ سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔

بحیثیتِ مدرس:

آپ بڑے پائے کے مدرس تھے، آپ نے اس شعبے میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ آپ نے ٹھٹھ کی سرزمین پر جامعہ مجددیہ عثمانیہ کے نام سے عظیم دار العلوم قائم کیا اور انتہائی نامساعد حالات میں اس دارالعلوم کو بامِ عروج پر پہنچایا۔ علم کے متلاشی ٹھٹھ جیسے دورافتادہ علاقے میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علمِ حدیث اور دیگر فنون میں کمال حاصل کیا۔

آپ کا طریقۂ تدریس جدا تھا۔ درجات کے لحاظ سے کتب نہیں پڑھائی جاتی تھیں بلکہ پوری پوری کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ آج بھی اس دارالعلوم میں یہیں کے فارغ التحصیل طلباء تدریس کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ اجتہادی بصیرت رکھتے تھے۔ بعض فقہی مسائل میں آپ نے اپنے اکابرین سے نہایت ادب کے ساتھ علمی اختلاف کیا اور اپنی اجتہادی رائے قائم کی۔ طبقہ علماء اور مفتیانِ کرام میں آپ کا فتویٰ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

بحیثیتِ مصنف:

مفتی صاحب نے تدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی اپنے جوہر دکھائے۔ آپ بہت سی کتب ورسائل کے مؤلف تھے۔ سندھی اور اردو زبان میں آپ کی علمی کاوش موجود ہے۔ سندھی زبان میں ''بہارِ شریعت'' کی طرز پر ''ارشادِ الفقہ'' تحریر فرمائی۔ جس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ جو اس کتاب کی علمی دنیا میں مقبولیت کا ثبوت ہے۔

دیگر کتب میں ارشادِ الحق، خلفائے راشدین، ارشاد العبادات اصلاح الرسوم، انیس الحرمین، یہود ونصاریٰ اور اسلام شامل ہیں تاریخ سندھ پر بھی ایک رسالہ تحریر فرمایا۔

بحیثیتِ حافظِ قرآن:

مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے حفظِ قرآن کی تکمیل کے بعد تراویح میں قرآن سنانے کا سلسلہ شروع کیا۔ ابتداء میں دورانِ تعلیم کراچی میں کچھی میمن مسجد (صدر) میں بحیثیتِ امام مقرر ہوئے یہ **1970**ء کے اوائل کی بات ہے، یہ دلچسپ واقعہ راقم نے خود ان کی زبانی سنا۔

فرماتے ہیں: ''دورانِ امامت پہلا رمضان شریف آیا تو میں نے مسجد انتظامیہ سے کسی دوسری مسجد میں تراویح کے لیے اجازت مانگی، کیونکہ اس مسجد میں قائدِ اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ تراویح میں قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور ان کا مکان بھی مسجد سے متصل تھا۔ اس لیے میں نے سوچا کہ اس مسجد میں مجھے سنانے کا موقع کیسے ملے گا۔ مسجد انتظامیہ نے یہ بات قائدِ اہلسنت کے گوش گزار کی تو انہوں نے فرمایا: ''جب امامِ مسجد خود حافظِ قرآن ہے اور تراویح میں قرآن کی تلاوت کے اہل ہیں تو وہ زیادہ حقدار ہیں کہ وہ پڑھائیں'' اور خود اس وقت سے تادمِ وصال جناح مسجد (برنس روڈ) میں تراویح پڑھانے لگے''۔

یہ تھی ہمارے اکابر علماء کی وضع داری، جب مفتی صاحب ٹھٹھ

https://www.ashrafia.net

شہر میں واپس تشریف لائے تو یہاں جامعہ مجددیہ عثمانیہ میں تدریس فرمائی اور رمضان شریف میں جامع مسجد مکلی ٹھٹھہ میں مسلسل 42 سال نمازِ تراویح میں قرآن کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ ختم قرآن کے بعد رمضان شریف کے آخری عشرے میں آپ اکثر عمرے پر تشریف لے جاتے اور زیادہ وقت مدینہ طیبہ میں گزارتے۔

بیعت:

آپ سندھ کے معروف علمی، ادبی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی روحانی شخصیت پیرِ طریقت حضرت پیر محمد ابراہیم جان سرہندی مجددی کے دستِ مبارک پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے آپ پیر و مرشد کی بارگاہ میں مقبول تھے۔

حضرت کے پیر و مرشد حضرت ابراہیم جان سرہندی مجددی علیہ الرحمہ نے آپ کی شہرۂ آفاق کتاب ''ارشاد الفقہ'' پر تقریظ تحریر فرماتے ہوئے آپ کو سندھ کا ساتواں مخدوم تحریر فرمایا۔

راقم کی پہلی ملاقات اور شرفِ تلمذ:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے غائبانہ تعارف آپ کے بھانجے اور شاگرد مفتی انور حسین مدظلہ العالی کے ذریعے ہوا۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ اعلیٰ پائے کے عالم، مدرس، محدث حافظِ قرآن ہونے کے باوجود شہرت سے دور رہتے اور انتہائی سادہ زندگی گزاری۔ اس تمام تر سادگی کے باوجود چہرے پر قرآن اور حدیث کا نور نمایاں نظر آتا۔ آپ خود گوشہ نشین رہتے لیکن دور دور سے متلاشیانِ علم حاضر خدمت ہوتے۔

میری پہلی ملاقات حضرت سے جدہ ائیر پورٹ پر ہوئی۔ ہم دونوں حالتِ احرام میں تھے اور ایک فلائٹ سے پہنچے تھے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ میرے قریب ہی بیٹھے اپنے ساتھیوں سے سندھی زبان میں محوِ گفتگو تھے۔ میری نظر ان کے بیگ پر پڑی جس پر حضرت کا نام ''مفتی عبدالرحمٰن ٹھٹھہ'' لکھا تھا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی میں نے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ حضرت نے بڑے اخلاق و محبت سے ملاقات کی۔ پھر مسجدِ نبوی شریف کے صحن میں گنبدِ خضریٰ کے سامنے روز بعد نمازِ فجر ملاقات ہوتی، آپ بڑی شفقت فرماتے۔ ایک روز دورانِ گفتگو حدیثِ مصافحہ کا ذکر آیا تو حضرت نے فرمایا: ''مجھے اس کی اجازت حضرت علامہ مانکی صاحب علیہ الرحمہ سے ہے''۔ میں نے فوراً حضرت سے اس حدیث کی اجازت چاہی، آپ نے کمال شفقت سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیا اور حدیثِ مصافحہ پڑھائی۔

میرے اساتذہ کرام حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ اور شارح صحیح بخاری و مسلم، مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ نے دار العلوم نعیمیہ میں دورۂ حدیث کے بعد اپنی اسنادِ حدیث عطا فرمائی تھیں۔

آج میری خوش نصیبی تھی کہ گنبدِ خضریٰ کے سائے میں ایک محدث مصافحہ کرتے ہوئے۔ حدیثِ مصافحہ پڑھا کر زبانی سندِ حدیث عطا فرما رہے تھے۔ میں نے حضرت کا شکریہ ادا کیا آپ نے فرمایا: ''جب آپ پاکستان پہنچیں تو ٹھٹھہ آئیں تو میں آپ کو یہ سند دستخط کر کے دوں گا'' چنانچہ چند ماہ بعد

https://www.ashrafia.net

میں جامعہ مجددیہ عثمانیہ حاضر ہوا تو آپ نے بڑی محبت وشفقت فرمائی اور پھر مصافحہ فرماتے ہوئے حدیثِ رسول ﷺ پڑھائی اور پھر سند پر میرا نام وولدیت ساتھ لکھوا کر اپنے دستِ مبارک سے دستخط فرما کر مجھے عطا فرمائی۔

کچھ دیر مختلف فقہی معاملات پر اپنی تشنگی دور کرتا رہا، پھر آپ نے بڑی محبت سے رخصت فرمایا۔ اس کے بعد بھی اکثر آپ سے ٹھٹھہ میں ملاقات رہی۔ آپ نے اپنے پیچھے کثیر علماء اور مدرس صدقہ جاریہ کی صورت میں چھوڑے۔

آپ کے مشہور تلامذہ میں حضرت علامہ مفتی انور حسین، حضرت علامہ مفتی محمد سعید، حضرت علامہ حاجی انور چارا میمن، حضرت علامہ پیر سید غلام رضوانی جیلانی، حضرت علامہ فضل اللہ (جنگ شاہی والے) حضرت علامہ صوفی نور احمد میمن، سندھ کے معروف ادیب حضرت مولانا عبد العلیم (ہالی پوٹو) حضرت مولانا طفیل احمد ٹھٹھوی حضرت مولانا محمد یامین جماری حضرت علامہ مفتی علی رضا اور حضرت مولانا امجد علی وغیرہ شامل ہیں آپ کے شاگردوں میں اکثر محدث، مفتی، مدرس اور مصنف ہیں۔

وصال:

آپ نے **12** فروری **2026**ء بمطابق **24** شعبان المعظم **1447**ھ بروز جمعرات ٹھٹھہ میں وصال فرمایا اور دار العلوم مجددیہ عثمانیہ میں تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ! مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی مرقدِ انور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور دین ومسلک کی خدمت کو قبول فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان حضرت حافظ فیض الرحمٰن مدظلہ العالی اور حضرت عطاء الرحمٰن مدظلہ العالی کو آپ کا صحیح جانشین بنائے۔

آمین

منقبتِ فرید

جنابِ ضیاءِ القادری صاحب

شیرینیٔ خیال و نظر دیکھتا ہوں میں
دل میں شبیہِ گنج شکر دیکھتا ہوں میں

ہے جاذبِ نگاہ جمالِ رُخِ فرید
تابِ نظر نہیں ہے مگر دیکھتا ہوں میں

پاتا ہوں باغ باغ فریدی چمن کے پھول
دنیائے رنگ وبو میں جدھر دیکھتا ہوں میں

مخدوم ہے کوئی، کوئی سلطانِ اولیاء
ہیں تاجدار سائلِ دَر دیکھتا ہوں میں

ذروں کو چن رہا ہوں کہ دُرِ فرید ہیں
گرد و غبارِ راہ گزر دیکھتا ہوں میں

ہے وردِ لب وظیفہ اسمائے خواجگان
کچھ آج ہر دعا میں اثر دیکھتا ہوں میں

دنیا ہے بامراد خدائی ہے کامیاب
یہ فیض عام شام وسحر دیکھتا ہوں میں

بابا فرید لے کے ضیاء کو مدینے چل
آتا ہے پیش کب یہ سفر دیکھتا ہوں میں

https://www.ashrafia.net

علمائے اہلسنت کی یادیں

ڈاکٹر ایس۔ایم۔اشرف جیلانی

حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

اصل بات یہ تھی کہ مفتی صاحب قبلہ کو عربی زبان پر مکمل عُبور تھا جدید و قدیم عربی پڑھاتے بھی تھے، بولتے بھی تھے اور کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

اس لیے وہ عربی قوائد کے حساب سے غلطی نکال لیا کرتے تھے۔ بہر حال انہوں نے اپنے صاحبزادے کو بڑی محنت سے حافظِ قرآن و عالمِ دین بنایا اور آج کل وہ امریکہ کے شہر نیو یارک میں تبلیغِ دین میں مصروف ہیں۔

علمائے دیوبند کا دوغلا پن:

یہ واقعہ حضرت مولانا محمد یونس کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا وہ فرماتے ہیں کہ صدر صدام حسین کے زمانے میں وقتاً فوقتاً کانفرنسز اور سیمینار وغیرہ ہوتے تھے جس میں مختلف ممالک سے علماء کو مدعو کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کانفرنس کے موقع پر علماء کو شرکت کی دعوت دی گئی پاکستان سے قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا عبدالستار خان نیازی، حضرت علامہ پیر محمد فیض علی فیضی صاحب، برطانیہ سے مولانا محمد یونس کشمیری علیہم الرحمہ اور جناب غلام سیدین مدظلہ العالی جبکہ دیوبند علماء میں مولانا عبدالقادر آزاد (خطیب شاہی مسجد لاہور) مولانا اسد دیوبندی اور ان کے علاوہ دیگر علماء دیوبند بھی ان کے ہمراہ تھے سب نے دن میں کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے ہوٹل آگئے مولانا یونس کشمیری فرماتے ہیں کہ رات کو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے علماء سے فرمایا کہ آج رات حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیں گے۔ کل صبح بھی حاضری دیں گے اور کل رات کو بھی حاضری دیں گے سب علماء تیار ہو گئے ہم دو گاڑیوں میں بیٹھ کر حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی جانب روانہ ہوئے جب ہم وہاں پہنچے اور گاڑی سے اُتر کر درگاہ شریف کے دروازے کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ علمائے دیوبند غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف سے باہر آ رہے ہیں اِن علمائے دیوبند میں مولانا عبدالقادر

https://www.ashrafia.net

آزاد، مولانا اسعد دیوبندی اور دیگر علماء شامل تھے جن کے نام یاد نہیں جیسے ہی علماء دیوبند نے علماء اہلسنت کو دیکھا تو گھبرا گئے اور شرمندہ ہو گئے کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جو پاکستان میں اوّلیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کو شرک و بدعت اور حرام کہتے تھے اور حاضری دینے والوں کو مشرک، بدعتی قرار دیتے تھے اور آج خود اسی فعل کے مرتکب ہوئے تھے اور مزے کی بات یہ تھی کہ اگر کوئی عام سنی مسلمان انہیں غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں دیکھتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ جھٹلا دیتے لیکن یہاں صورت حال یہ تھی کہ دیکھنے والے علماء اہلسنت تھے اور علماء بھی وہ جو اہلسنت کے اکابرین میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا یونس کشمیری فرماتے ہیں کہ جیسے ہی مولانا نورانی نے علماء دیوبند کو درگاہ شریف سے باہر آتے ہوئے دیکھا تو مسکرا کر کہا ”اچھا! آپ بھی یہ کام کرتے ہیں“ یہ علمائے دیوبند گھبرا گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔ مفتی سید شجاعت علی قادری نے ہنس کر مولانا نورانی سے کہا حضرت آپ نے تو ان پر شب خون مار دیا۔ مولانا نورانی نے کہا شب خون نہیں مارا اُن کی چوری پکڑی ہے۔ مولانا پیر محمد فیض علی فیضی نے علماء دیوبند سے کہا کہ اگر آپ بھی یہ کر رہے ہیں تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے۔ جناب غلام سیدین نے علمائے دیوبند سے کہا کہ ہم ابھی غوث پاک کے مزار پر حاضری دے کر آتے ہیں آپ لوگ یہی ٹھہریں، ہم سب ساتھ کھانا کھائیں گے اور آج فیصلہ کریں گے کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک میں حاضری دے کر واپس آئے تو علماء دیوبند جا چکے تھے اور ظاہر ہے کہ ٹھہرتے بھی کیسے ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اگر مزارات پر حاضری کو شرک، بدعت یا حرام کہتے تو خود یہ عمل کر چکے تھے اس لحاظ سے خود مشرک و بدعتی کہلاتے اور اگر جائز کہتے تو پاکستان آ کر اپنے دیوبندیوں کو کیا منہ دکھاتے اس لیے انہوں نے خیریت اسی میں سمجھی کہ وہاں سے فوراً روانہ ہو جائیں۔

مفتی صاحب قبلہ کا وصال:

مفتی صاحب قبلہ کو دل کا عارضہ تھا۔ ایک مرتبہ آپریشن بھی ہو چکا تھا اور ڈاکٹر نے دوبارہ آپریشن کے لیے کہا تھا لیکن آپ اپنے کاموں میں مصروف رہے اور اس پر توجہ نہ دی۔ ۱۹۹۲ء میں ایک سرکاری وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے دورے پر تشریف لے گئے اور وہیں ایک ہوٹل میں قیام کے دوران آپ کا وصال ہو گیا۔ وصال کے وقت عمر مبارک ۵۵ سال تھی اس مختصر عرصے میں آپ نے بہت کام کیا، بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی بہت سی عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا اور جب وفاقی شرعی عدالت کے جج مقرر ہوئے تو اس دوران ”عدالت اسلامیہ“ کے نام سے ایک شاندار کتاب تصنیف فرمائی۔ ضرورت ہے کہ ان کی کتابوں کی دوبارہ اشاعت کی جائے تاکہ عوام و خواص ان سے فیضیاب ہو سکے۔ ۸ دن کے بعد آپ کا جنازہ انڈونیشیا سے لایا گیا دارالعلوم نعیمیہ میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے برادر اکبر مبلغ اسلام علامہ سید سعادت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور دارالعلوم نعیمیہ کے ایک گوشے میں آپ کی تدفین ہوئی۔

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

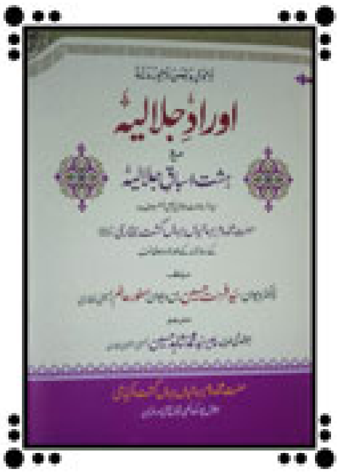

”اورادِ جلالیہ“

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

کتاب کا نام: اورادِ جلالیہ

مصنف: ڈاکٹر سید فرید حسین بخاری

مترجم: پیر سید محمد شاہد حسین

اشاعتِ اوّل: 13 رجب المرجب 1447ھ/جنوری 2026ء

صفحات: 352

ناشر: حضرت مخدوم جہانیہ جہاں گشت اکیڈمی

آج ہم جس نہایت اہم اور روحانی افادیت سے بھرپور کتاب پر تبصرہ پیش کر رہے ہیں وہ ”اوراد جلالیہ“ ہے۔ یہ کتاب اذکار، اوراد و وظائف اور روزمرہ معمولاتِ صالحین کا ایک جامع اور مستند مجموعہ ہے، جو اہلِ تصوف اور روحانی ذوق رکھنے والوں کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے۔ یہ کتاب دراصل عربی زبان میں ڈاکٹر دیوان سید فرحت حسین الحسینی البخاری کی علمی و روحانی کاوش کا ثمر ہے، جسے اردو قالب میں منتقل کرنے کی سعادت پیر سید محمد شاہد الحسینی البخاری کو حاصل ہوئی۔ مترجم نے نہایت سادہ، رواں اور دل نشیں انداز اختیار کیا ہے، جس کے باعث یہ کتاب خواص کے ساتھ عوام الناس کے لیے بھی یکساں مفید بن گئی ہے۔

اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضور مجددِ معظمی رحمہ اللہ کے مستند ملفوظات اور ارشاداتِ عالیہ کے ضخیم ذخیرے سے روزانہ کے معمولات کو نہایت ترتیب و اہتمام کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے۔ تہجد سے لے کر سونے تک کے تمام اذکار و اشغال، ہفتہ وار اوراد، شبِ جمعہ و یومِ جمعہ کے خصوصی وظائف، ماہانہ معمولات، چہل اسماء مبارکہ، سلام، آیاتِ مبارکہ دافع وسوسہ، ہشت اسباق اور متفرق دعاؤں کو ان کے ترجمہ اور افادیت کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ یہ انداز قاری کو نہ صرف وظائف پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے بلکہ ان کے روحانی اثرات و برکات سے بھی روشناس کراتا ہے۔

کتاب کو مزید مؤثر اور منظم بنانے کے لیے اسے چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب وظیفہ قضائے حاجات پر مشتمل ہے، جس میں حاجات کی تکمیل اور مشکلات کے حل کے مجرب اعمال بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرا باب ہشت اسباق پر مشتمل ہے جو سلوک و معرفت کے طالبین کے لیے خاص اہمیت رکھتا

https://www.ashrafia.net

ہے۔ تیسرا باب نمازِ فجر کے معمولات کو محیط ہے، جس میں صبح کے روحانی اذکار اور انوار بیان کیے گئے ہیں۔ جبکہ چوتھا باب شجرۂ مبارکہ جلالیہ پر مشتمل ہے، جو سلسلۂ عالیہ کی نسبت اور روحانی وابستگی کو تازہ کرتا ہے۔

کتاب کی طباعت، ترتیب اور پیشکش بھی نہایت شاندار ہے۔ عبارت کی سلاست، ترجمے کی روانی اور موضوعات کی جامعیت اس کتاب کو دیگر اوراد و وظائف کی کتب سے ممتاز کرتی ہے یہ کتاب نہ صرف اہلِ خانقاہ و مدرسہ کے لیے مفید ہے بلکہ ہر اس مسلمان کے لیے ایک بہترین راہنما ہے جو اپنی روحانی زندگی کو منظم، بابرکت اور سنت کے مطابق بنانا چاہتا ہو۔

مختصراً ''اوراد جلالیہ'' ایک ایسی علمی و روحانی شاہکار تصنیف ہے جو قاری کے دل میں ذکرِ الٰہی کی محبت اور معمولاتِ صالحین اپنانے کا جذبہ پیدا کرتی ہے یہ کتاب ہر ذوقِ عبادت رکھنے والے شخص کی لائبریری کی زینت بننے کے لائق ہے۔

معروضہ ببارگاہِ امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

سر وہ ہے جو کٹے اسلام کی خدمت کے لیے
آبرو وہ جو گئے دین کی عظمت کے لیے
اِستقامت پہ فدا ہیں تری اے دستِ حسین
نہ گیا ہاتھ میں بے دین کے بیعت کے لیے
سالک اَصحاب تو نورانی ہیں اور آل ہے نور
نور کو نوری ہی لاحق تھا معیت کے لیے

''فالسہ''

قدرت کا انمول تحفہ

فالسہ ایک چھوٹا سا مگر فائدہ مند پھل ہے جو گرمیوں میں قدرت کا خاص تحفہ سمجھا جاتا ہے۔ فالسہ نہ صرف ذائقے میں مزیدار ہوتا ہے بلکہ طبی لحاظ سے بھی بے حد مفید ہے۔

✷ شدید گرمی میں جسم کو راحت پہنچاتا ہے۔
✷ ہیٹ اسٹروک سے بچاتا ہے۔
✷ جسمانی توانائی بحال کرتا ہے۔
✷ ہاضمہ بہتر کرتا ہے۔
✷ سینے کی جلن اور تیزابیت میں مفید ہے۔
✷ اس میں موجود اینٹی آکسیڈنٹس جلد کو صاف اور روشن کرتے ہیں۔
✷ سانس کے مختلف مسائل سے نجات حاصل کرنے کے لیے فالسے کا شربت بھی تجویز کیا جاتا ہے۔
✷ دل کے لیے بہترین ٹانک ہے۔
✷ شوگر کے مریضوں کے لیے فائدے مند ہے۔
✷ ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے مددگار ہے۔
✷ جلد کو چمکدار بناتا ہے۔
✷ فالسہ میں بھرپور تعداد میں آئرن پایا جاتا ہے۔
✷ فالسہ میں سوڈیم کی وافر مقدار موجود ہے۔
✷ فالسہ میں پروٹین بھی ہوتا ہے۔

https://www.ashrafia.net

هوالطاہر

هوالاشرف

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

سالانہ فاتحہ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ:

یکم مئی بمطابق ۱۳ر ذیقعدہ بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی میں ۲۱ ویں سالانہ فاتحہ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نہایت عقیدت اور شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ الحمدللہ! ہر سال ایک روزہ سالانہ فاتحہ درگاہ عالیہ اشرفیہ میں منعقد کی جاتی ہے۔

حسبِ سابق بعد نمازِ عشاء حضور صاحبِ سجادہ نے مریدین و معتقدین کے ہمراہ مزاراتِ مقدسہ پر چادر پوشی کی، فاتحہ خوانی ہوئی اور شجرہ شریف بدر المشائخ ابو الحسنین صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے پڑھا۔ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے ختم شریف پڑھا اور حضور صاحبِ سجادہ فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔ اس موقع پر خانوادۂ اشرفیہ کے تمام اکابر نے شرکت کی۔

بعد ازاں تقریباً رات ۱۵:۱۰ پر محفل کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ہالینڈ سے تشریف لائے ہوئے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مرید مولانا محمد حافظ اختر نورانی اشرفی زید مجدہ نے تلاوتِ قرآن مجید سے محفل کا آغاز کیا۔ نظامت کے فرائض حضرت بدر المشائخ ابو الحسنین صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی اور ابو المحامد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے انجام دیے بعد ازاں ثناء خوانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں خانوادۂ اشرفیہ کے فرزندان نے ہدیۂ نعت و منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ خصوصی طور پر مدعو کیے گئے ثناء خواں جناب محمود الحسن اشرفی، محمد عامر فیاضی اور حافظ عاطف عالم نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں اپنے مخصوص انداز میں ہدیۂ نعت پیش کی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے خطاب سے قبل صاحبزادہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے بارگاہِ حضور اشرف المشائخ قدس سرہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے صدارتی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت اشرف المشائخ نور اللہ مرقدہ کی ولایت پر اور ولایتِ محمدی ﷺ کا جو حصہ آپ کو حاصل ہوا، اُس پر مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی

https://www.ashrafia.net

عوام الناس نے آپ کے خطاب کو بہت پسند فرمایا۔
عرس مبارک کے موقع پر حضور صاحب سجادہ فخر المشائخ مدظلہ العالی کی جانب سے حضرت علامہ مولانا حافظ عبد الرشید قادری نورانی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر مولانا احمد مختار صلاح الدین نورانی اشرفی مدظلہ العالی کو ''خلافتِ اشرفیہ'' سے نوازا گیا، الحمدللہ! ہالینڈ کی سرزمین پر نوجوان طبقے میں یہ دین کا کام بہت اچھے اور احسن انداز میں کر رہے ہیں۔ حضور صاحب سجادہ کے ہاتھ پر طالب بھی ہیں اور اس کے قبل قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے ہاتھ پر بھی بیعت ہوئے، آپ حافظ قرآن اور عالم دین ہیں، ''کنز الھدیٰ'' کے نام سے ہالینڈ کی سرزمین پر ایک ادارہ ان کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہالینڈ سے تشریف لائے ہوئے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مرید خاص اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کے خلیفہ جناب محمد حافظ ہارون اشرفی زید مجدہٗ کو عرس مبارک کے اس موقع پر ''نشانِ اشرف'' سے نوازا گیا۔ محفل کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ملک پاکستان، عوام اہلسنت اور بالخصوص عالم اسلام کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

محفل نعت و بیان:

۲ رمئی بروز ہفتہ بعد نماز عشاء محفل نعت و بیان بسلسلہ سعادتِ حج بیت اللہ، جناب سمیع اللہ انصاری اور ان کے اہل خانہ کی جانب سے ''نارتھ میرج لان'' نارتھ ناظم آباد میں منعقد کی گئی۔ جس میں شہر کراچی کے مشہور و معروف ثناء خوان نے شرکت کی، آخر میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ''**حج کی روح، اہمیت اور اس کے فوائد**'' پر مختصر اور مدلل گفتگو فرمائی۔ عوام اہلسنت نے آپ کے خطاب کو بہت پسند کیا بعد ازاں صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

عرسِ اشرف المشائخ قدس سرہ:

۳ رمئی بروز اتوار بعد نماز عشاء مسکن ساداتِ اشرفیہ جیلانیہ شکاگو میں حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے عرس کے حوالے سے ایک محفل کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت زینت المشائخ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی (مقیم حال: شکاگو) نے فرمائی۔ شکاگو میں عوام اہلسنت نے کافی تعداد شرکت کی۔ محفل کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا، اس کے بعد ثناء خوانِ مصطفیٰ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیۂ نعت پیش کیا اور حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی بارگاہ میں صاحبزادہ سید حسین اشرف جیلانی نے منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ بعد ازاں زینت المشائخ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے ''**حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی زندگی کے حالات و واقعات**'' پر مفصل گفتگو فرمائی۔ محفل کے اختتام پر خصوصی دعا ہوئی اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

https://www.ashrafia.net

عرس سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ و عرس حضرت اشرف المشائخ رضی اللہ عنہما:

۳ر مئی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء انتظامیہ جامع مسجد امیر حمزہ و حلقہ اشرفیہ ناظم آباد کے زیرِ اہتمام میں جامع مسجد امیر حمزہ (ٹرسٹ) میں عرس سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و عرسِ اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا رضا ثاقب مصطفائی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا۔ محفل کی صدارت حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی (چیئرمین: جامع مسجد امیر حمزہ، ٹرسٹ) نے فرمائی۔ خصوصی خطاب سے قبل صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی اور جناب محمد عرفان غازیانی نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیۂ نعت پیش کی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے صدارتی خطاب فرمایا اور مہمان مبلغ کو خوش آمدید کہا اور جامع مسجد امیر حمزہ کے تحت دین متین کے جو کام سرانجام دیے جا رہے ہیں۔ مدرسۂ امیر حمزہ، درسِ نظامی، حافظِ قرآن و ناظرہ اور دیگر کلاسز جو جاری ہیں۔ ان کے متعلق مفصل انداز میں گفتگو فرمائی اور علامہ صاحب سے دعا کے لیے بھی فرمایا۔ نظامت کے فرائض ابو المحامد سید مکرم اشرف جیلانی نے انجام دیے۔ عرس مبارک کی اس تقریب میں کثیر تعداد میں علمائے اہلسنت اور عوامِ اہلسنت نے شرکت کی۔ جن میں مولانا احمد مختار اشرفی (ہالینڈ) مولانا اختر نورانی اشرفی (ہالینڈ) مولانا محمد عرفات اشرفی، مولانا محمد عارف سعیدی، مولانا حافظ قاری ارشاد حسین اشرفی، مولانا محمد بلال اشرفی، مولانا محمد اویس قادری اشرفی و دیگر نے شرکت فرمائی۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا رضا ثاقب مصطفائی دامت برکاتہم العالیہ نے تقریباً ۴۵ منٹ خطاب فرمایا۔ آپ نے ''**شانِ سید الشہداء و شانِ اولیاء**'' کے عنوان پر گفتگو کی اور آخر میں قرآنی تعلیم، درسِ نظامی اور مدارس کی اہمیت پر بھی بہت احسن انداز میں لوگوں کو ترغیب دلائی۔ خطاب کے فوراً بعد جامعہ امیر حمزہ کے درسِ نظامی سالِ اوّل کے طلبہ میں مبلغِ اسلام کے دستِ مبارک سے اسناد تقسیم کی گئیں بعد ازاں صلوٰۃ و سلام ہوا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

محفل کے بعد حضرت علامہ رضا ثاقب مصطفائی دامت برکاتہم العالیہ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے ہمراہ درگاہ عالیہ اشرفیہ تشریف لائے، مزاراتِ مقدسہ پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی بعد ازاں عشائیہ کا اہتمام ہوا آپ کے ہمراہ جناب محمد زبیر اشرفی اور دیگر حضرات بھی شریک ہوئے۔ عشائیہ کے بعد دونوں بزرگوں کے درمیان گفتگو رہی اور بہت سے معاملات پر تبادلۂ خیال ہوا۔

محفل برسی:

۳ر مئی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ ایس سوسائٹی میں جناب محمد اسلم اشرفی کی قیام گاہ پر محفل نعت و بیان بسلسلہ برسی منعقد کی گئی۔ جس میں شہر کراچی کے مشہور و

https://www.ashrafia.net

معروف ثناء خواں جناب محمود الحسن اشرفی، جناب خاور نقشبندی جناب زین ہاشمانی، جناب بلال ہاشمانی و دیگر نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ خصوصی خطاب ابو الحامد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی زید مجدہٗ نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں **''والدین کی شان و اہمیت اور ان کا مقام و مرتبہ''** کے عنوان پر گفتگو فرمائی خطاب کے بعد صلوٰۃ و سلام اور خصوصی دعا ہوئی۔

اشرف المشائخ قدس سرہ کانفرنس:

۸ رمئی بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حلقۂ اشرفیہ نیو کراچی کی جانب سے جامع مسجد نورانی G-11 نیو کراچی میں سالانہ اشرف المشائخ قدس سرہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی نے ہدیہ نعت پیش کی۔ صاحبزادہ ابو الحسنین سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے بھی اس پروگرام میں شرکت فرمائی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اپنے والدِ گرامی حضور اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی نور اللہ مرقدہٗ کی زندگی کے چند واقعات اور ان کی استقامت پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بارگاہِ اشرف المشائخ قدس سرہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا بعد ازاں صلوٰۃ و سلام ہوا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔ محفل کے اختتام پر لنگرِ غوثیہ اشرفیہ تقسیم کیا گیا۔

درسِ تصوف:

۹ رمئی بروز ہفتہ صبح ۱۱ بجے **''جامعہ طاہر اشرف''** میں ماہانہ محفلِ درسِ تصوف کا اہتمام ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب سرپرستِ اعلیٰ جامعہ طاہر اشرف حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں تصوف کا معنی، تصوف کے الفاظ اور تصوف کی حقیقت کو بیان فرمایا۔ درسِ نظامی، شعبۂ حفظ اور تمام شعبہ جات کے طلبہ اور اساتذہ نے آپ کے خطاب کو سنا۔ درسِ تصوف کے موقع پر ہالینڈ سے تشریف لائے ہوئے مولانا احمد مختار اشرفی اور ان کے دوست نے بھی خصوصی شرکت کی اور جامعہ طاہر اشرف کے تمام شعبہ جات کا دورہ کیا۔ درس کے اختتام پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے طلبہ کے سوالات کے جوابات بھی دیے ۔ الحمد للہ! ہر مہینے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان تربیتی نشست کا اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں سرپرستِ اعلیٰ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی خود تشریف لاتے ہیں اور مختلف موضوعات پر اصلاحی، دینی و روحانی تربیت فرماتے ہیں اور ان کے سوالات کے جوابات بھی عطا فرماتے ہیں۔

محفل ختمِ قادریہ:

۹ رمئی بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد عمر فاروق سیکٹر A-11 نارتھ کراچی میں عظیم الشان محفل ختمِ قادریہ کا اہتمام ہوا۔ جناب محمد زوہیب اشرفی اور جناب محمود الحسن اشرفی نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت اور بزرگانِ دین کی بارگاہ میں منقبت

https://www.ashrafia.net

کے نذرانے پیش کیے۔ ان دونوں ثناء خواں کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ قرآن مجید فرقانِ حمید کی روشنی میں بزرگانِ دین کے طریقۂ تبلیغ اور ان کے اندازِ تعلیم و تربیت پر گفتگو کی۔ محفل کے اختتام پر خطیب جامع مسجد عمر فاروق مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

Spiritual Conference:

۱۷ مئی بروز اتوار صبح ۱۰ تا ۱ بجے قاسم علی شاہ اکیڈمی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں Spiritualism پر ایک Workshop اور Conference کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی لیکچر قاسم علی شاہ صاحب نے دیا۔ اس پروگرام میں کثیر تعداد میں طلبہ و طلبات و دیگر سماجی و روحانی شخصیات نے شرکت کی۔ قاسم علی شاہ صاحب کے بلاوے پر کراچی سے مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی اور صاحبزادہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے خصوصی شرکت کی۔ قاسم علی شاہ صاحب سے ملاقات و گفتگو ہوئی اور بہت سے امور پر تبادلۂ خیال ہوا۔ اس کے علاوہ آپ نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی۔ لاہور میں ایک روزہ قیام کے دوران آپ نے جناب محمد عادل گلزار اشرفی کے گھر قیام کیا اور مریدین و معتقدین سے ملاقات بھی فرمائی۔

اجتماعی قربانی:

الحمدللہ! سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) کی جانب سے اجتماعی قربانی کا اہتمام ہوا۔ کثیر تعداد میں پاکستان اور اس کے علاوہ ہالینڈ انگلینڈ، آئی لینڈ، کینیڈا، دبئی و دیگر ممالک سے بھی کثیر تعداد میں عوام الناس اور متعلقین و وابستگانِ سلسلہ اشرفیہ نے درگاہ عالیہ اشرفیہ و سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) کے زیر اہتمام سالانہ اجتماعی قربانی میں حصہ لیا۔ الحمدللہ! حضور صاحبِ سجادہ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی زیرِ نگرانی ۲۰۰۴ء سے یہ سلسلہ جاری و ساری ہے اور ہر سال اس میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ دینی، شرعی اور فقہی تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اجتماعی قربانی کا سلسلہ ہوتا ہے اور مستحقین میں احسن انداز میں گوشت پہنچایا جاتا ہے۔ ساداتِ کرام کے لیے بھی الگ سے گوشت کا اہتمام ہوتا ہے اور وہ ساداتِ کرام جن کے گھر گوشت نہیں پہنچتا اور نہ ہی ان کے گھر قربانی ہوتی ہے، اُن سفید پوش حضرات کے گھر سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) احسن انداز میں خاموشی کے ساتھ گوشت پہنچاتا ہے۔ اجتماعی قربانی کی نگرانی صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی فرماتے ہیں اور اپنے سامنے جانور ذبح کروانا، گوشت تقسیم کرنا یہ سارا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔ عید کے پہلے روز تقریباً ۷۲ جانور اور عید کے دوسرے روز بھی تقریباً اتنے ہی جانور ذبح کیے گئے۔ قارئین کرام! سے گزارش ہے کہ آئندہ سال وہ بھی درگاہِ عالیہ

https://www.ashrafia.net

اشرفیہ وسمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) کی جانب سے ہونے والی اجتماعی قربانی میں حصہ لیں اور غریب و نادار مستحقین تک خوشیوں کو بانٹنے کا ذریعہ بنیں۔

قربانی کی کھالیں:

درگاہِ عالیہ اشرفیہ وسمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) کی جانب سے جامعہ طاہر اشرف اور دیگر فلاحی کاموں کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حلقہ اشرفیہ کے کارکنان اور دیگر حضرات نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ہم ادارہ ''الاشرف'' کی جانب سے تمام معاونین، مریدین و معتقدین جنھوں نے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو خوب ترقی عطا فرمائے، اُن کے تمام جائز دلی مقاصد کو پورا فرمائے۔ آمین

اجتماعاتِ عیدالاضحیٰ:

الحمد للہ! اس سال بھی خانوادۂ اشرفیہ کے افراد نے مختلف مقامات پر نمازِ عیدالاضحیٰ کے اجتماعات سے خطاب کیا اور نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد قادری، خاموش کالونی میں صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۷:۳۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

عیدگاہ گراؤنڈ (جامع مسجد عمر فاروق) سیکٹر 11-A نارتھ کراچی میں ابوالمحامد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۶:۳۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد محمدی، خالد آباد فردوس کالونی میں صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۶:۱۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

عیدگاہ گراؤنڈ (عیدگاہ کمیٹی کے تحت) وحید آباد میں صاحبزادہ سید حسنین اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۶:۳۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد قطب ربانی، درگاہ عالیہ اشرفیہ میں صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۷:۳۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد نورانی، خالد آباد میں صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۸ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

اشرفی آستانہ سلامت رہے!!!

اشرفی آستانہ سلامت رہے
سیدوں کا گھرانہ سلامت رہے
ہے یہ محمود اشرف کے دل کی دعا
اشرفی ہر دیوانہ سلامت رہے
ہے عطا کی یہ حسرت کہ مرشد کہیں
تُو ہے میرا دیوانہ سلامت رہے